ارشاد باری تعالیٰ

وَاِنۡ یَّمۡسَسۡکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ہُوَ ؕ وَاِنۡ یَّمۡسَسۡکَ بِخَیۡرٍ فَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ○ (سورۃ الانعام:18)

ترجمہ: پس اگر تجھے اللہ کوئی ضرر پہنچائے تو اسے کوئی دُور کرنے والا نہیں مگر وہی۔ اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 1-2

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

2-9 / جمادی الثانی 1443 ہجری قمری ● 6-13 / صلح 1401 ہجری شمسی ● 6-13 / جنوری 2022ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 7 / جنوری 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں 126 ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب وبابرکت انعقاد

کووِڈ کی وبا نے دلوں کی کدورتیں دُور نہیں کیں، اللہ تعالیٰ کی اس وارننگ سے انسان کوئی سبق حاصل نہیں کر رہا، اگر یہی رویہّ رہا تو بڑے خطرناک نتائج پیدا ہونگے

آج میں اسلام کی امن کی تعلیم کے چند پہلو بیان کروں گا اگر ان پر عمل ہو تو دنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن سکتی ہے

● اسلام کہتا ہے کہ ایک دوسرے کے مذہب کے بانی کو غلط کہہ کر اس پر الزام نہ لگاؤ☆

● اسلام یہ نہیں کہتا ہے کہ باقی مذہب جھوٹے تھے، اسلام کہتا ہے کہ ہر قوم میں نبی آئے، قرآن کریم کی آیت
وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ کی روشنی میں ایک مسلمان حضرت عیسیٰؑ کو حضرت موسیٰؑ کو یا ہندوؤں کے اوتاروں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے☆

● اسلام کہتا ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والے کی عزت کرو اور ہر مذہب کے بانی کی عزت کرو☆

● اسلام کے بارے میں ایک غلط تصور قائم کیا گیا ہے کہ اسلام شدت پسند مذہب ہے اور ابتدا میں زبردستی مسلمان بنائے گئے حالانکہ اسلام اس کی نفی کرتا ہے☆

● اسلام نے اس دنیا میں نہ ماننے کی وجہ کسی کو سزا نہیں دی، اگر آج بھی مسلمانوں کے عمل اس تعلیم کے مطابق ہو جائیں تو دنیا کی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہو جائے☆

● اصلاح مدنظر ہونی چاہئے، دیکھنا چاہئے کہ آیا سزا دینے سے اصلاح ہوتی ہے یا معاف کرنے سے، مقصد اصلاح ہونی چاہئے☆

● اسلام کہتا ہے کہ ہر قسم کے لین دین میں دوسرے کے حقوق کا خیال رکھو☆

● اسلام کہتا ہے تکبر نہ کرو، لوگوں کو ذلیل، حقیر نہ سمجھو، تکبر کر کے کوئی حقیقی مقام نہیں ملتا
عاجزی ہی ہے جو حقیقی سرداری دیتی ہے، یہی سرداری ہے جو دیرپا امن قائم کرنے والی بن سکتی ہے☆

جلسے کی برکات کو بھی شاملین ساتھ لے کر جانے والے ہوں، دنیا میں ہر جگہ اس جلسے کے پروگرام کو سننے والے ایک جوش اور جذبہ اپنے اندر پیدا کرنے والے ہوں اور اپنے علاقوں میں اسلام کی پاک تعلیم کی روشنی میں ایک انقلاب پیدا کرنے والے بن جائیں

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شرکائے جلسہ سے بصیرت افروز اختتامی خطاب

★ کووِڈ کے حالات کی وجہ سے حضور انور کی رہنمائی اور حکومتی گائڈ لائن کے تحت محدود پیمانے پر جلسے کا انعقاد ★ لیکن لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ جلسہ سے وسیع استفادہ ★ لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ ایک لاکھ چھ ہزار چھ سو چھیالیس افراد نے جلسہ کی کارروائی دیکھی اور سنی ★ 8 ممالک کی نمائندگی ★ نماز تہجد ★ درس القرآن اور ذکر الٰہی سے معمور ماحول ★ علماء کرام کی پُر مغز تقاریر ★ 6 ملکی زبانوں میں جلسہ کے پروگراموں کی ترجمانی ★ احباب جماعت کی معلومات میں اضافہ کیلئے تربیتی امور پر مشتمل ڈاکیومنٹری اور مختلف معلوماتی نمائشوں کا انعقاد ★ نکاحوں کے اعلانات ★ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جلسہ کی کوریج ★ پرسکون وخوشگوار موسم میں جلسہ کی تمام کارروائی کی تکمیل☆

رپورٹ: منصور احمد مسرور (منتظم رپورٹنگ)

الحمد للہ کہ جلسہ سالانہ قادیان بستان احمد کے وسیع احاطہ میں مورخہ 24، 25، 26 دسمبر 2021 بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہو کر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ کووِڈ کے موجودہ حالات کے پیش نظر حضور انور کی رہنمائی و ارشادات کی روشنی میں قادیان آکر جلسہ سننے والوں کی حاضری گرچہ کہ محدود تھی لیکن لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ سے پورے ہندوستان کے احمدیوں نے اس جلسہ سے خوب استفادہ کیا بلکہ بیرون ملک بھی جلسہ سالانہ قادیان دیکھا اور سنا گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مشکل حالات میں بھی ہمارے لئے نئے راستے تبلیغ وتربیت کے مہیا کر دیئے۔ دو سال کے وقفہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی رہنمائی اور دعاؤں کی بدولت جلسہ کا انعقاد ممکن ہو سکا جس نے ماہِ دسمبر میں قادیان دارالامان کی بستی کو ایک بار پھر خوشیوں اور رونقوں سے بھر دیا۔ اور ایک بار پھر قادیان کے باسیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی آمد اور ان کے استقبال کی خوشی میں اپنے اپنے گھروں اور محلوں اور گلی کوچوں کی صفائی کی اور ہر ایک نے اپنے اپنے رنگ میں جلسہ کی تیاری کی۔ اجتماعی وقار عمل کے ذریعہ پورے قادیان کو صاف ستھرا کیا گیا۔ جلسہ سے کچھ دن پہلے ہی نظامت بجلی وروشنی کی طرف سے محلہ کی تمام گلیوں اور سڑکوں کو ٹیوب لائٹس کے ذریعہ روشن کر دیا گیا۔ بہشتی مقبرہ، دار المسیح، مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ اور منارۃ المسیح کو بجلی کے چھوٹے چھوٹے رنگین بلبوں سے دُلہن کی طرح سجایا گیا۔ اس طرح مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کی یہ رُوحانی بستی اپنی باطنی جگمگاہٹ کے ساتھ ساتھ ظاہری طور پر بھی جگمگا اُٹھی۔

معائنہ کارکنان وانتظامات جلسہ

مورخہ 21 دسمبر 2021 بروز منگل تقریباً پونے گیارہ بجے جلسہ گاہ بستان احمد میں نمائندہ حضور انور ایدہ

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

مفتری علی اللہ کو 23 برس کی مہلت ہرگز نہیں مل سکتی
اگر حافظ محمد یوسف ضلع دار نہر اپنے دعویٰ کے مطابق اس کے برعکس ثابت کردیں تو ان کے لئے پانچ سو روپے کا انعام

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ”ضمیمہ تحفہ گولڑویہ“ رُوحانی خزائن جلد 17 سے پیش کررہے ہیں۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بے حد ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے اور اس کے لئے سخت عذاب کا ذکر کیا ہے۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نے بڑا ظالم اور مجرم قرار دیا ہے کیونکہ ایسا شخص پوری قوم کی گمراہی کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسی دُنیا میں عذاب دینے کا وعدہ کر رکھا ہے تاکہ قوم گمراہی سے بچ جائے اور اس کا عبرتناک انجام دُنیا دیکھ لے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الحاقّہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے :

اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کردیتا، خواہ ایک ہی ہوتا، تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے اور اس صورت میں تم میں سے کوئی بھی نہ ہوتا جو اُسے درمیان میں حائل ہوکر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دو باتیں بہت اچھی طرح واضح ہوتی ہیں :

☆ ایک یہ کہ جھوٹے مدعی نبوت کو اللہ تعالیٰ اسی دُنیا میں پکڑ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کے بعض گناہوں کی سزا آخرت میں دیتا ہے لیکن نبوت کا جھوٹا دعویٰ ایک ایسا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا اِسی دُنیا میں رکھی ہے اور وہ سزا مدعی کی ہلاکت سے کمتر کچھ بھی نہیں۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ نبوت کے بعد 23 سال زندہ رہے۔ لہٰذا تیئیس سال کی مدت کا عرصہ کسی جھوٹے مدعی نبوت کو ہرگز نہیں مل سکتا۔ اس سے پہلے پہلے خدا اُس کو ضرور ہلاک کرے گا۔ اگر کسی جھوٹے مدعی نبوت کو 23 سال کی مہلت مل جائے تو پھر سچے اور جھوٹے کا امتیاز ختم ہوجاتا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اس جہت سے اپنی صداقت پیش فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو وہ مدت عطا فرمائی جو جھوٹے کو کسی قیمت پر وہ دے نہیں سکتا تو حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر نے یہ دعویٰ کیا کہ مَیں ایسے مدعیانِ نبوت کے نام بتا سکتا ہوں کہ جنہوں نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر وہ 23 سال بلکہ اس سے بھی زیادہ زندہ رہے۔ اس پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں چیلنج دیا کہ اگر وہ کوئی ایسی مثال پیش کردیں تو آپؑ اُنہیں پانچ سو روپیہ نقد بطور انعام دینگے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پُرشوکت چیلنج صرف حافظ محمد یوسف صاحب کو نہیں بلکہ ہندوستان کے تمام نامی گرامی علماء کو دیا۔ آپؑ نے 29 علماء کا نام لیکر اُنہیں اس مقابلہ کے لئے بلایا۔ پھر اس کے بعد آپؑ نے لکھا : ”جمیع علماء کلکتہ و بمبئی و مدراس، جمیع سجادہ نشینان و مشائخ ہندوستان، جمیع اہل عقل و انصاف و تقویٰ و ایمان از قوم مسلمان۔“ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، رُوحانی خزائن جلد 17 صفحہ 38) اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ چیلنج صرف حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر تک محدود نہیں تھا بلکہ تمام علماء ہندو پاک آپؑ کے مخاطب تھے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج اور آپؑ کا استدلال ہم آپؑ ہی کے مبارک اور پُرزور الفاظ میں ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

بعض جلیل القدر صحابہ کے رُوبرو حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر نے دعویٰ کیا کہ جھوٹا مدعی نبوت 23 سال یا اس سے بھی زیادہ زندہ رہ سکتا ہے

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

واضح ہو کہ حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر نے اپنے نافہم اور غلط کار مولویوں کی تعلیم سے ایک مجلس میں بمقام لاہور جس میں مرزا خدابخش صاحب مصاحب نواب محمد علی خاں صاحب اور میاں معراج الدین صاحب لاہوری اور مفتی محمد صادق صاحب اور صوفی محمد علی کلرک اور میاں چٹو صاحب لاہوری اور خلیفہ رجب دین صاحب تاجر لاہوری اور شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم اور حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور حکیم محمد حسین صاحب تاجر مرہم عیسیٰ اور میاں چراغ الدین صاحب کلرک اور مولوی یار محمد صاحب موجود تھے بڑے اصرار سے یہ بیان کیا کہ اگر کوئی نبی یا رسول یا اور کوئی مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے اور اس طرح پر لوگوں کو گمراہ کرنا چاہے تو وہ ایسے افترا کے ساتھ تیئیس برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رہ سکتا ہے۔ یعنی افترا علی اللہ کے بعد اس قدر عمر پانا اس کی سچائی کی دلیل نہیں ہوسکتی اور بیان کیا کہ ایسے کئی لوگوں کا نام میں نظیراً پیش کرسکتا ہوں جنہوں نے نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور تیئیس برس تک یا اس سے زیادہ عرصہ تک لوگوں کو سناتے رہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام ہمارے پر نازل ہوتا ہے حالانکہ وہ کاذب تھے۔

اگر حافظ صاحب کا دعویٰ درست ہے تو پھر قرآن غلط ہے، ائمہ اور مفسرین غلط ہیں

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

جس سے لازم آتا تھا کہ قرآن شریف کا وہ استدلال جو آیات مندرجہ ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منجانب اللہ ہونے کے بارے میں ہے صحیح نہیں ہے اور گویا خدا تعالیٰ نے سراسر خلاف واقعہ اس حجت کو نصاریٰ اور یہودیوں اور مشرکین کے سامنے پیش کیا ہے اور گویا ائمہ اور مفسرین نے بھی محض نادانی سے اس دلیل کو مخالفین کے سامنے پیش کیا یہاں تک کہ شرح عقائد نسفی میں بھی کہ جو اہل سنت کے عقیدوں کے بارے میں ایک کتاب ہے عقیدہ کے رنگ میں اس دلیل کو لکھا ہے اور علماء نے اس بات پر بھی اتفاق کیا ہے کہ استخفافِ قرآن یا دلیل قرآن کلمۂ کفر ہے مگر نہ معلوم کہ حافظ صاحب کو کس تعصب نے اس بات پر آمادہ کردیا کہ باوجود دعویٰ حفظ قرآن مفصلہ ذیل آیات کو بھول گئے اور وہ یہ ہیں ...... وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ○ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ○ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ○۔ دیکھو سورۃ الحاقہ الجزو نمبر 29 اور ترجمہ اس کا یہ ہے کہ...... اور اگر یہ رسول کچھ اپنی طرف سے بنا لیتا اور کہتا کہ فلاں بات خدا نے میرے پر وحی کی ہے حالانکہ وہ کلام اس کا ہوتا نہ خدا کا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور پھر اُس کی رگِ جان کاٹ دیتے اور کوئی تم میں سے اس کو بچا نہ سکتا۔ یعنی اگر وہ ہم پر افتراء کرتا تو اس کی سزا موت تھی کیونکہ وہ اس صورت میں اپنے جھوٹے دعوے سے افترا اور کفر کی طرف بلا کر ضلالت کی موت سے ہلاک کرنا چاہتا تو اس کا مرنا اس حادثہ سے بہتر ہے کہ تمام دنیا اس کی مفتریانہ تعلیم سے ہلاک ہو اس لئے قدیم سے ہماری یہی سنت ہے کہ ہم اُسی کو ہلاک کردیتے ہیں جو دنیا کے لئے ہلاکت کی راہیں پیش کرتا ہے اور جھوٹی تعلیم اور جھوٹے عقائد پیش کرکے مخلوق خدا کی روحانی موت چاہتا ہے اور خدا پر افترا کرکے گستاخی کرتا ہے۔

مولوی رحمت اللہ صاحب اور مولوی سید آل حسن صاحب نے پادری فنڈل کے سامنے یہی دلیل پیش کی تھی تو پادری فنڈل صاحب کو اس کا جواب نہیں آیا تھا

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اب ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ اگر وہ ہماری طرف سے نہ ہوتا تو ہم اس کو ہلاک کردیتے اور وہ ہرگز زندہ نہ رہ سکتا گو تم لوگ اس کے بچانے کے لئے کوشش بھی کرتے لیکن حافظ صاحب اِس دلیل کو نہیں مانتے اور فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی تمام وکمال مدّت تیئیس برس کی تھی اور میں اس سے زیادہ مدت تک کے لوگ دکھا سکتا ہوں جنہوں نے جھوٹے دعوے نبوت اور رسالت کے کئے تھے اور باوجود جھوٹ بولنے اور خدا پر افترا کرنے کے وہ تیئیس برس سے زیادہ مدت تک زندہ رہے۔ لہٰذا حافظ صاحب کے نزدیک قرآن شریف کی یہ دلیل باطل اور ہیچ ہے اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت نہیں ہوسکتی۔ مگر تعجب کہ جبکہ مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم اور مولوی سید آل حسن صاحب مرحوم نے اپنی کتاب ازالہ اوہام اور استفسار میں پادری فنڈل کے سامنے یہی دلیل پیش کی تھی تو پادری فنڈل صاحب کو اس کا جواب نہیں آیا تھا اور باوجودیکہ تواریخ کی ورق گردانی میں یہ لوگ بہت کچھ مہارت رکھتے ہیں مگر وہ اس دلیل کے توڑنے کے لئے کوئی نظیر پیش نہ کرسکا اور لاجواب رہ گیا۔ اور آج حافظ محمد یوسف صاحب مسلمانوں کے فرزند کہلا کر اس قرآنی دلیل سے انکار کرتے ہیں۔ اور یہ معاملہ صرف زبانی ہی نہیں رہا بلکہ ایک ایسی تحریر اس بارے میں ہمارے پاس موجود ہے جس پر حافظ صاحب کے دستخط ہیں جو انہوں نے محبی اخویم مفتی محمد صادق صاحب کو اس عہد اقرار کی ساتھ دی ہے کہ ہم ایسے مفتریوں کا ثبوت دیں گے جنہوں نے خدا کے مامور یا نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر وہ اس دعویٰ کے بعد تیئیس برس سے زیادہ جیتے رہے۔

قرآن کے دلائل پیش کردہ کی تکذیب قرآن کی تکذیب ہے

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

یاد رہے کہ یہ صاحب مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے گروہ میں سے ہیں اور بڑے موَحد مشہور ہیں اور ان لوگوں کے عقائد کا بطور نمونہ یہ حال ہے جو ہم نے لکھا اور یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ قرآن کے دلائل پیش کردہ کی تکذیب قرآن کی تکذیب ہے۔ اور اگر قرآن شریف کی ایک دلیل کو ردّ کیا جائے تو امان اٹھ جائے گا اور اس سے لازم آئے گا کہ قرآن کے تمام دلائل جو توحید اور رسالت کے اثبات میں ہیں سب کے سب باطل اور ہیچ ہوں اور آج تو حافظ صاحب نے اس ردّ کے لئے یہ بیڑہ اٹھایا کہ میں ثابت کرتا ہوں کہ لوگوں نے تیئیس برس تک یا اس سے زیادہ نبوت یا رسالت کے جھوٹے دعوے کئے اور پھر زندہ رہے اور کل شاید حافظ صاحب یہ بھی کہہ دیں کہ قرآن کی یہ دلیل بھی کہ لَوْ كَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا باطل ہے اور دعویٰ کریں کہ میں دکھلا سکتا

باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

’’بخدا آپ اسلام کیلئے آدم ثانی اور خیر الانام (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے انوار کے مظہر اوّل تھے۔‘‘ (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

’’سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اس کیلئے ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے اور پھر حتی المقدور دعا سے کام لے۔‘‘ (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3 ؍دسمبر 2021ء بمطابق 3 ؍فتح 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾

آج حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر شروع ہوگا۔ حضرت ابوبکرؓ کا نام عبداللہ تھا اور عثمان بن عامر ان کے والد کا نام تھا۔ کنیت ابوبکر تھی اور آپؓ کے لقب ’عتیق‘ اور ’صدیق‘ تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ آپؓ کی ولادت عام الفیل کے دو سال چھ ماہ بعد 573ء میں ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ کا نام جیسا کہ مَیں نے کہا عبداللہ تھا۔ آپؓ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو تَیم بن مُرَّہ سے تھا۔ جاہلیت میں آپؓ کا نام عبدالکعبہ تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے عبداللہ رکھ دیا۔ آپؓ کے والد کا نام عثمان بن عامر تھا اور ان کی کنیت ابوقُحافہ تھی اور والدہ کا نام سلمیٰ بنت صَخْر بن عامِر تھا اور ان کی کنیت اُمُّ الخیر تھی۔ ایک قول کے مطابق آپؓ کی والدہ کا نام لَیلیٰ بنت صَخْر تھا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد3، صفحہ 91 تا 92، عبداللہ بن ابی قحافۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، 2002ء) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث، صفحہ 90، ومن بنی تیم بن مرۃ بن کعب، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء) (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جلد3، صفحہ 204، عبد اللہ بن عثمان، دارالفکر بیروت، 2003ء) (اصابہ، جلد4، صفحہ 145، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرۂ نسب ساتویں پشت میں مُرَّہ پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

(حضرت ابوبکر صدیق از محمد حسین ہیکل، صفحہ 57، اردو ترجمہ انجم سلطان شہباز بک کارنر شوروم جہلم)

اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کی والدہ کا سلسلہ نسب ننھیال اور ددھیال دونوں طرف سے چھٹی پشت پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

(سیدنا ابوبکر صدیق کی زندگی کے سنہرے واقعات از عبدالمالک مجاہد، صفحہ 29، مطبوعہ دارالسلام)

ابوقحافہ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کی اہلیہ ام الخیر ان کے چچا کی بیٹی تھیں۔

(الروض الانف، جلد اول، صفحہ 430 ’’اسلام ابی بکر‘‘ دارالکتب العلمیۃ بیروت طبع اول)

یعنی حضرت ابوبکرؓ کی والدہ ان کے والد کی چچا کی بیٹی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے والدین حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد بھی زندہ رہے اور ان دونوں نے اپنے بیٹے یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ورثہ پایا۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد پہلے ان کی والدہ کی وفات ہوئی۔

(اسد الغابۃ، جلد7، ام الخیر بنت صخر زیر حرف الخاء، صفحہ 314-315، دارالکتب العلمیۃ 2008ء)

اور پھر حضرت ابوبکرؓ کے والد نے 14 ؍ہجری میں 97 برس کی عمر میں وفات پائی۔

(الاصابہ، جلد3، حرف العین زیر لفظ عثمان بن عامر، صفحہ 424، دارالفکر 2001ء)

حضرت ابوبکرؓ کے والد اور والدہ دونوں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔

آپؓ کے والد کے ایمان لانے کا واقعہ یوں ہے کہ آپ کے والد فتح مکہ تک ایمان نہیں لائے تھے۔ اس وقت ان کی بینائی جا چکی تھی۔ فتح مکہ کے وقت جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ اپنے والد کو لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر! تم اس بوڑھے عمر رسیدہ شخص کو گھر ہی رہنے دیتے۔ مَیں خود ان کے پاس آ جاتا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! یہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے نہ یہ کہ آپؐ ان کے پاس تشریف لاتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اسلام لے آئیں۔ آپ سلامتی میں آ جائیں گے۔ چنانچہ ابوقحافہ نے اسلام قبول کرلیا۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر، جلد 4، صفحہ 374-375، ذکر عثمان بن عامر، ابوقحافۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ابوقحافہ کو فتح مکہ کے دن لایا گیا تو ان کا سر اور داڑھی ثَغَامہ کی طرح سفید ہو چکے تھے۔ ثَغَامہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ سفید رنگ کا ایک پھول ہوتا تھا جو پہاڑوں پر اُگتا تھا۔ بہرحال بالکل سفید بال تھے۔ داڑھی بہت سفید تھی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کسی اَور رنگ سے تبدیل کر دو یعنی اس پہ خضاب لگا دو۔ رنگ کر دو زیادہ بہتر ہے لیکن سیاہ رنگ سے بچو۔

(صحیح مسلم، کتاب الادب، باب فی صبغ الشعر وتغییر الشیب، حدیث 3911 مترجم، جلد 11، صفحہ 198-199)

یہ مطلب نہیں تھا کہ سیاہ رنگ کوئی برائی ہے بلکہ شاید آپ نے خیال فرمایا ہو کہ عمر کے اس حصہ میں بالکل سیاہ رنگ کے بال چہرے پر شاید مناسب نہ لگیں تو بہرحال آپ نے کہا اس کو رنگ دینا چاہیے، خضاب لگا دینا چاہیے۔

حضرت ابوبکرؓ کی والدہ ابتدائی اسلام قبول کرنے والوں میں شامل تھیں۔ اس کا ذکر سیرت حلبیہ میں اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں تشریف لے گئے تاکہ وہاں آپؐ اور آپؐ کے صحابہ چھپ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں اور اس وقت مسلمانوں کی تعداد اڑتیس (38) تھی۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی کہ مسجد حرام میں تشریف لے چلیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! ہماری تعداد قلیل ہے لیکن حضرت ابوبکرؓ اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام صحابہ کے ساتھ مسجد حرام میں تشریف لائے۔ وہاں حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کے سامنے خطاب کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے خطاب میں لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی۔ اس طرح آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے خطیب ہیں جنہوں نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔ اس پر مشرکین حضرت ابوبکرؓ اور مسلمانوں کو مارنے کے لیے ٹوٹ پڑے اور انہیں بُری طرح مارا پیٹا۔ حضرت ابوبکرؓ کو پیروں تلے روندا گیا اور انہیں خوب مارا پیٹا گیا۔ عُتْبہ بن رَبیعہ حضرت ابوبکر کو ان جوتوں سے مار رہا تھا جس پر دوہرا چمڑا لگا ہوا تھا۔ اس نے ان جوتوں سے حضرت ابوبکرؓ کے چہرے پر اتنا مارا کہ منہ سوج جانے کی وجہ سے آپؓ کے چہرے پر ناک کی بھی پہچان نہیں ہو پا رہی تھی۔ پھر بنو تیم کے لوگ بھاگتے ہوئے آئے اور مشرکین کو حضرت ابوبکرؓ سے دور کیا۔ بنو تیم کے لوگوں نے آپؓ کو ایک کپڑے میں ڈال کر اٹھایا اور انہیں ان کے گھر میں لے گئے اور انہیں حضرت ابوبکرؓ کی موت میں کوئی شک نہیں تھا۔ اس حد تک مارا تھا۔ اس کے بعد بنو تیم کے لوگ واپس آئے اور مسجد میں، خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور کہا خدا کی قسم! اگر ابوبکرؓ فوت ہو گئے تو ہم ضرور عُتبہ کو قتل کر دیں گے، جس نے زیادہ مارا تھا۔ پھر وہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس واپس آئے اور آپؓ کے والد ابوقحافہ اور بنو تیم کے لوگ آپؓ سے بات کرنے کی کوشش کرنے لگے مگر آپؓ بیہوشی کی وجہ سے کوئی جواب نہ دیتے تھے یہاں تک کہ دن کے آخری حصہ میں آپؓ بولے اور سب سے پہلے یہ پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ مگر لوگوں نے ان کی بات کا جواب نہ دیا مگر آپؓ بار بار یہی سوال دہراتے رہے۔ اس پر آپ کی والدہ نے کہا۔ خدا کی قسم! مجھے تمہارے ساتھی کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی والدہ سے کہا کہ آپ حضرت عمرؓ کی بہن امِّ جمیل بنت خطاب کے پاس جائیں۔ امِّ جمیلؓ پہلے ہی مسلمان ہو چکی تھیں لیکن اپنے اسلام کو چھپایا کرتی تھیں۔ آپ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کریں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کی والدہ اُمّ جمیل کے پاس گئیں اور ان سے کہا کہ ابوبکر، محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا: میں محمدؐ کو نہیں جانتی اور نہ ہی ابوبکرؓ کو۔ پھر امِّ جمیل نے حضرت ابوبکرؓ کی والدہ سے کہا کہ کیا آپ چاہتی ہیں کہ میں آپ کے ساتھ چلوں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر وہ ان کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئیں تو امِّ جمیل نے آپ کو زخموں سے چُور زمین پر پڑا دیکھا تو چیخ اٹھیں اور کہا کہ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے وہ یقیناً فاسق لوگ ہیں اور میں امید رکھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بدلہ لے گا۔

تب حضرت ابوبکرؓ نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ امِّ جمیل نے کہا یہ تمہاری والدہ بھی سن رہی ہیں۔ آپ نے کہا: وہ تمہارا راز ظاہر نہیں کریں گی۔ اس پر امِّ جمیل نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ آپؐ اس وقت کہاں ہیں؟ اُمّ جمیل نے کہا دارِ ارقم میں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشقِ رسولؐ کے اس اعلیٰ مقام کو دیکھیں، جب یہ بات سنی تو پھر حضرت ابوبکرؓ نے کہا خدا کی قسم! میں نہ کھانا چکھوں گا اور نہ پانی پیوں گا یہاں تک کہ پہلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ کی والدہ نے بتایا کہ ہم نے انہیں یعنی ابوبکرؓ کو کچھ دیر روکے رکھا یہاں تک کہ جب لوگوں کا باہر آنا جانا تھم گیا اور لوگ پُرسکون ہو گئے تو ہم آپؓ کو لے کر نکلے۔ آپؓ میرے سہارے سے چل رہے تھے یہاں تک کہ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے تو حضرت ابوبکرؓ پر شدید رقت طاری ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکرؓ کی یہ حالت دیکھی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بوسہ دینے کے لیے حضرت ابوبکرؓ پر جھکے اور مسلمان بھی آپؓ پر جھکے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ مجھے کوئی تکلیف نہیں سوائے اس کے جو لوگوں نے میرے منہ پر چوٹیں لگائی ہیں اور یہ میری والدہ اپنے بیٹے سے اچھا سلوک کرنے والی ہیں۔ یہ مختصر سی باتیں کیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کے طفیل ان کو آگ سے بچا لے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی والدہ کے بارے میں کہا کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کے طفیل ان کو آگ سے بچا لے یعنی ایمان لے آئیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی والدہ کے لیے دعا کی اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دی جس پر انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ (السیرۃ الحلبیۃ جلد اول صفحہ 418-419 باب استخفاءٔ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فی دار الارقم دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) اس طرح حضرت ابوبکرؓ کی والدہ نے شروع میں

ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں اِصابہ جو صحابہ کی سوانح پر ایک مستند کتاب ہے اس کے مطابق حضرت ابوبکرؓ صدیق عَامُ الفِیل کے دو سال چھ ماہ بعد پیدا ہوئے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جلد 4، صفحہ 145، عبداللہ بن عثمان، دارالکتب العلمیۃ بیروت، 2005ء)

تاریخ طَبری اور طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے کہ آپؓ عام الفیل کے تین سال کے بعد پیدا ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 151، ذکر وصیۃ ابی بکر دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)(تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 348، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کے لقب ہیں۔ دو لقب مشہور ہیں جو بیان کیے جاتے ہیں۔ ایک 'عتیق' اور ایک 'صدیق'۔ عتیق کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ اس بارے میں لکھا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا۔ اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ کہ تم اللہ کی طرف سے آگ سے آزاد کردہ ہو۔ پس اس دن سے آپؓ کو عتیق کا لقب دیا گیا۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب تسمیۃ عتیقا، حدیث 3679)

بعض مؤرخین لقب کے بجائے حضرت ابوبکرؓ کا نام عتیق بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ لقب نہیں بلکہ آپؓ کا نام تھا لیکن یہ درست نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سُیُوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں امام نَوَوِی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا نام عبداللہ تھا اور یہی زیادہ مشہور اور درست ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپؓ کا نام عتیق تھا لیکن درست وہی ہے جس پر اکثر علماء متفق ہیں کہ عتیق آپ کا لقب تھا نہ کہ نام۔

(تاریخ الخلفاء، صفحہ 27، دارالکتاب العربی بیروت 1999ء)

سیرت ابنِ ہشام میں لقب عتیق کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ کے چہرے کی خوبصورتی کی وجہ سے اور آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے آپ کو عتیق کہا جاتا تھا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام اسلام ابی بکر و من معہ، صفحہ 117، دار ابن حزم 2009)

سیرت ابن ہشام کی شرح میں عتیق لقب کی درج ذیل وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ عتیق کا مطلب ہے اَلْحَسَنُ یعنی عمدہ صفات والا۔ گویا کہ آپ کو مذمت اور عیوب سے بچایا گیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپؓ کو عتیق اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپؓ کی والدہ کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا۔ انہوں نے نظر مانی کہ اگر ان کے ہاں بچہ ہوا تو وہ اس کا نام عبدالکعبہ رکھیں گی اور اس کو کعبہ کے لیے وقف کر دیں گی۔ جب آپؓ زندہ رہے اور جوان ہو گئے تو آپؓ کا نام عتیق پڑ گیا گویا کہ آپؓ موت سے نجات دیے گئے۔ (الروض الانف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، جلد اول، صفحہ 430 ''اسلام ابی بکر'' دارالکتب العلمیۃ بیروت طبع اول)

ان کے علاوہ بھی لقب عتیق کی مختلف وجوہات ملتی ہیں۔ بعض لوگوں کے مطابق آپؓ کو عتیق اس لیے کہا جاتا تھا کہ آپؓ کے نسب میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کی وجہ سے اس پر عیب لگایا جاتا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد 3، صفحہ 963، عبداللہ بن ابی قحافۃ، دارالجیل بیروت)

عتیق کا ایک معنی قدیم یا پرانے کے بھی ہیں۔ اس لیے حضرت ابوبکرؓ کو عتیق اس وجہ سے بھی کہا جاتا تھا کہ آپؓ قدیم سے نیکی اور بھلائی کرنے والے تھے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جلد 4، صفحہ 146، عبداللہ بن عثمان، دارالکتب العلمیۃ بیروت، 2005ء)

اسی طرح اسلام قبول کرنے میں اور بھلائی میں پہل کرنے کی وجہ سے آپ کا لقب عتیق رکھا گیا تھا۔

(عمدۃ القاری کتاب بدء الخلق، باب مناقب المهاجرين و فضلهم، جلد 16، صفحہ 260، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 2003)

اور جو دوسرا لقب ہے صدیق اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ کیوں 'صدیق' نام رکھا گیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ جہاں تک صدیق کا تعلق ہے تو کہا جاتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ لقب آپؓ کو دیا گیا تھا اس سچائی کی وجہ سے جو آپؓ سے ظاہر ہوتی رہی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کو جو خبریں بتایا کرتے تھے ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں جلدی کرنے کی وجہ سے آپؓ کا نام صدیق پڑ گیا۔

(تاریخ الخلفاء لجلال الدین السیوطی، صفحہ 28-29، دارالکتاب العربی بیروت 1999ء)

حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ جب رات کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس مسجد اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا یعنی واقعہ اسراء جو ہوا تھا تو صبح کو لوگ اس واقعہ کے متعلق باتیں کرنے لگے۔ جب آپؐ نے بتایا اور لوگوں میں سے بعض جو آپؐ پر ایمان لائے تھے اور انہوں نے آپؐ کی تصدیق بھی کی تھی وہ پیچھے ہٹ گئے۔ بعض کمزور ایمان ایسے بھی تھے۔ اس وقت مشرکین میں سے کچھ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کیا آپؓ کو اپنے ساتھی کے بارے میں کچھ معلوم ہے کہ وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ انہیں رات کو بیت المقدس لے جایا گیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیا واقعی آپؐ نے یہ فرمایا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں انہوں نے کہا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا اگر آپؐ نے یہ فرمایا ہے تو یقیناً سچ کہا ہے۔ لوگوں نے کہا کیا تم ان کی تصدیق کرتے ہو کہ رات کو بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے؟ کیونکہ یہ بیت المقدس مکہ سے تقریباً تیرہ سو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ ہاں میں اُس کی بھی تصدیق کروں گا جو اس سے بھی بعید ہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں صبح شام اترنے والی آسمانی خبر کے بارے میں بھی آپؐ کی تصدیق کرتا ہوں۔ چنانچہ اس وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کا نام صدیق پڑ گیا، آپؓ کو صدیق کہا جانے لگا۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 81، حدیث 4458، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)(اٹلس سیرت نبوی، صفحہ 136)

حضرت ابوہریرہؓ کے آزاد کردہ غلام ابووہب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے لے جایا گیا یعنی واقعہ اسراء میں تو میں نے جبریل سے کہا یقیناً میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی یعنی میری بات کو سچ نہیں مانے گی تو جبریل نے کہا۔ يُصَدِّقُكَ اَبُوْبَكْرٍ وَهُوَ الصِّدِّيْقُ۔ یعنی آپؐ کی تصدیق ابوبکرؓ کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔ یہ طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 127، ''ابوبکر الصدیق'' دارالکتب العلمیۃ 1990ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''حضرت عائشہؓ کی روایت یہ ہے کہ جب اسراء کا واقعہ ہوا تو لوگ دوڑے دوڑے حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا دوست کیا کہتا ہے؟ انہوں نے کہا کیا کہتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ کہتا ہے کہ میں رات بیت المقدس تک ہو کر آیا ہوں۔'' حضرت مصلح موعودؓ دلکھ رہے ہیں کہ ''اگر معراج کا ذکر ساتھ ہی آپؐ نے کیا ہوتا'' یعنی ایک ہی وقت میں بتایا ہوتا یا ایک ہی واقعہ ہوتا ''تو کفار اس حصہ پر زیادہ شور کرتے مگر انہوں نے صرف یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں رات کو بیت المقدس تک گیا تھا۔ پھر جب ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تو لوگوں نے کہا: کیا آپ اس خلافِ عقل بات کو بھی مان لیں گے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: مَیں تو اس کی یہ بات بھی مان لیتا ہوں کہ صبح شام اس پر آسمان سے کلام اترتا ہے۔'' (تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 286)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپؓ میں کیا کیا کمالات تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو حقیقت میں حضرت ابوبکرؓ نے جو صدق دکھایا اس کی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اس کیلئے ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے اور پھر حتی المقدور دعا سے کام لے۔ جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا صدیقی کمالات حاصل نہیں ہو سکتے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 372 تا 373)

عَتِیق اور صِدِّیق کے علاوہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے دیگر القابات بھی تھے یعنی جیسے خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰه حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفۃ رسول اللہ بھی کہا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک روایت میں ذکر ہے ایک آدمی نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا یا خلیفۃ اللہ! اے اللہ کے خلیفہ! تو آپؓ نے فرمایا خلیفۃ اللہ نہیں بلکہ خلیفۃ رسول اللہ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں اور میں اسی پر راضی ہوں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد 3، صفحہ 137، ذکر بیعۃ ابی بکر مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

صحیح بخاری کے شارح علامہ بدرالدین عینی بیان کرتے ہیں کہ مؤرخین وغیرہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا لقب خلیفۃ رسول اللہ تھا۔ (عمدۃ القاری کتاب بدء الخلق، باب مناقب المهاجرين و فضلهم جلد 16، صفحہ 260، داراحیاء التراث العربی بیروت 2003ء)

لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا یہ لقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہونے کی وجہ سے دیا گیا تھا۔ اس لیے ہم یہ نہیں کہہ سکتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا یہ لقب ہے۔ یہ بعد کی بات ہے۔ لوگوں نے نام رکھا یا آپؓ نے خود اپنے لیے پسند کیا۔

اَوَّاهٌ ایک یہ بھی لقب ہے۔ اَوَّاہٌ کا معنی ہے بہت ہی بردبار اور نرم دل۔ طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو ان کی نرمی اور رحمت کی وجہ سے اَوَّاہٌ کہا جاتا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 127 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

اَوَّاهٌ مُّنِيْب کا مطلب ہے بہت ہی بُردبار، نرم دل اور جھکنے والا۔ طبقاتِ کبریٰ میں ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو سنا وہ منبر پر کہہ رہے تھے غور سے سنو۔ راوی نے کہا حضرت علیؓ کو سنا وہ منبر پر کہہ رہے تھے کہ غور سے سنو کہ حضرت ابوبکرؓ بہت ہی بردبار، نرم دل اور جھکنے والے تھے۔ غور سے سنو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو خیر خواہی عطا کی جس کے نتیجہ میں وہ خیر خواہ ہو گئے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 127، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 2012ء)

اَمِيْرُ الشَّاكِرِيْن یہ بھی ایک لقب کہا جاتا ہے۔ اَمِيْرُ الشَّاكِرِيْن کے معنی ہیں شکر کرنے والوں کا سردار۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کثرتِ شکر کی وجہ سے اَمِيْرُ الشَّاكِرِيْن کہا جاتا تھا۔ عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اَمِيْرُ الشَّاكِرِيْن کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ (عمدۃ القاری کتاب بدء الخلق، باب مناقب المهاجرين و فضلهم، جلد 16، صفحہ 260، داراحیاء التراث العربی بیروت 2003ء)

ثَانِيَ اثْنَيْنِ یہ بھی ایک لقب کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اللہ تعالیٰ نے ثَانِیَ اثْنَیْنِ کے لقب سے پکارا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ (التوبۃ: 40) کہ اگر تم اس رسول کی مدد نہ بھی کرو تو اللہ تعالیٰ پہلے بھی اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا وطن سے نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''اللہ نے تکلیف دہ وقت اور مشکل حالات میں اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آپؓ کے ذریعہ تسلی فرمائی اور الصدیق کے نام اور نبی ثقلینؐ کے قرب سے مخصوص فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثَانِيَ اثْنَيْنِ کی خلعت فاخرہ سے فیضیاب فرمایا اور اپنے خاص الخاص بندوں میں سے بنایا...... کیا تمہیں کسی ایسے شخص کا علم ہے جسے ثَانِيَ اثْنَيْنِ کے نام سے موسوم کیا گیا اور نبی دو جہان کے رفیق کا نام دیا گیا ہو اور اس فضیلت میں شریک کیا گیا ہو کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اور اسے دو تائید یافتہ میں سے ایک قرار دیا گیا ہو۔ کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جس کی قرآن میں اس تعریف جیسی تعریف کی گئی ہو اور جس کے مخفی حالات سے شبہات کے ہجوم کو دور کر دیا گیا ہو اور جس کے بارے میں نصوصِ صریحہ سے نہ کہ ظنی شکی باتوں سے یہ ثابت ہو کہ وہ مقبولین بارگاہ الٰہی میں سے ہیں۔ بخدا اس قسم کا صریح ذکر جو تحقیق سے ثابت شدہ ہو جو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مخصوص ہے میں نے رَبِّ بَيْتِ عتیق کے صحیفوں میں کسی اَور شخص کے لئے نہیں دیکھا۔ پس اگر تجھے میری اس بات کے متعلق شک ہو یا تمہارا یہ گمان ہو کہ میں نے حق سے گریز کیا ہے

تو قرآن سے کوئی نظیر پیش کرو اور ہمیں دکھاؤ کہ فرقان حمید نے کسی اور شخص کیلئے ایسی صراحت کی ہو اگر تم سچوں میں سے ہو۔‘‘(سر الخلافۃ اردو ترجمہ صفحہ 60،63 تا 64) سر الخلافہ میں آپؑ نے یہ فرمایا۔

پھر ایک لقب صاحب الرسول بھی ہے۔اس کا مطلب ہے رسول کا ساتھی۔حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک جماعت سے کہا تم میں سے کون سورہ توبہ پڑھے گا۔ایک شخص نے کہا میں پڑھتا ہوں۔پھر جب وہ آیت اِذۡ یَقُوۡلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحۡزَنۡ کہ جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر، یہاں تک پہنچا تو حضرت ابوبکرؓ رو پڑے اور فرمایا اللہ کی قسم! میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی تھا۔

(ماخوذ از السیرۃ الحلبیۃ، جلد 2، صفحہ 56، باب عرض رسول اللہ ﷺ نفسہ ...... دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پھر آدم ثانی ایک لقب ہے۔حضرت ابوبکرؓ کا یہ وہ لقب ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کو عطا فرمایا ہے، آپؑ نے حضرت ابوبکرؓ کو آدم ثانی قرار دیا ہے۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک مکتوب میں بیان فرماتے ہیں ’’ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں اور ایسا ہی حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تھا جو قرآن شریف کی کسی ایک آیت کو بھی منجانب اللہ بتا سکتے۔‘‘(مکتوباتِ احمد، جلد دوم، صفحہ 151، مکتوب نمبر 2، مکتوب بنام حضرت نواب محمد علی خان صاحب مطبوعہ ربوہ)

سر الخلافہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں۔ترجمہ اسکا یہ ہے کہ’’اور بخدا آپ اسلام کیلئے آدم ثانی اور خیر الانام (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے انوار کے مظہر اول تھے۔‘‘ (سر الخلافۃ اردو ترجمہ، صفحہ 51 تا 52)

پھر خلیل الرسول ایک لقب ہے۔سیرت کی کتابوں میں خلیل الرسول بھی حضرت ابوبکرؓ کا لقب بیان کیا گیا ہے اور اس کی بنیاد کتب حدیث میں موجود ایک روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مرض الموت کے دوران آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں نے لوگوں میں سے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ضرور حضرت ابوبکرؓ کو ہی خلیل بناتا لیکن اسلام کی دوستی سب سے افضل ہے۔اس مسجد میں تمام کھڑکیوں کو میری طرف سے بند کر دو سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب الخوخۃ والممر فی المسجد، حدیث نمبر 467)

ہمارے ریسرچ سیل نے یہاں یہ سوال اٹھایا ہے اور سوال ان کا ٹھیک ہے کہ اس روایت سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خلیل کسی کو بناتے تو حضرت ابوبکرؓ کو بناتے لیکن بنایا نہیں۔اس بات کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بھی ایک جگہ فرما دی ہے۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کہ اگر میں کسی کو دنیا میں خلیل بناتا تو حضرت ابوبکرؓ کو بناتا کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’یہ جملہ بھی قابل تشریح ہے۔حضرت ابوبکرؓ کو آپ دوست تو رکھتے تھے۔پھر اس کا کیا مطلب؟ بات اصل میں یہ ہے کہ خُلّت اور دوستی تو وہ ہوتی ہے جو رگ و ریشہ میں دھنس جائے۔وہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا خاصہ اور اس کے لئے مخصوص ہے۔دوسروں کے ساتھ محض اخوت اور برادری ہے۔خُلّت کا مفہوم ہی یہی ہے کہ وہ اندر دھنس جاوے‘‘ یعنی خُلّت کی اعلیٰ قسم کی جو پہچان ہے وہ یہ ہے۔اعلیٰ مقام ہے ’’جیسے یوسف زلیخا کے اندر رَچ گیا تھا۔بس یہی معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک فقرہ کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں تو کوئی شریک نہیں۔دنیا میں اگر کسی کو دوست رکھتا تو ابوبکرؓ کو رکھتا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 8، صفحہ 277)

اللہ تعالیٰ کا تو ایک مقام ہے اس جیسا مقام کسی کو نہیں مل سکتا لیکن بہر حال جو دنیا کی دوستی ہے اس میں اگر کوئی دوستی ہے تو ابوبکر کی۔یعنی دوستی تو تھی لیکن اللہ تعالیٰ سے دوستی کے مقابلے میں نہیں کہا جا سکتا تھا کہ دوستی ہے۔دنیا کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ جیسی دوستی کرنا ایک نبی کیلئے اور خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تو ممکن ہی نہیں تھا یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔اگر کوئی بات دنیاداری کے لحاظ سے ممکن تھی تو پھر آپؐ نے فرمایا کہ اس مقام کے سب سے زیادہ حق دار ابوبکر ہیں۔

آپؓ کی کنیت کیا تھی؟ حضرت ابوبکرؓ کی کنیت ’ابوبکر‘ تھی اور اس کی ایک سے زائد وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔بعض کے نزدیک بکر جوان اونٹ کو کہتے ہیں۔چونکہ آپ کو اونٹوں کی پرورش اور غور و پرداخت میں بہت دلچسپی اور مہارت تھی اس لیے لوگوں نے آپؓ کو ابوبکر کہنا شروع کر دیا۔بَکَّرَ کا ایک معنی جلدی کرنا بھی ہے۔پہل کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔بعض کے بقول یہ کنیت اس لیے پڑی کہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے۔اِنَّہٗ بَکَّرَ اِلَی الۡاِسۡلَامِ قَبۡلَ غَیۡرِہٖ۔انہوں نے دوسروں سے پہلے اسلام کی طرف پیش قدمی کی۔(ماخوذ از عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد، صفحہ 41، البدر پبلیکیشنز، 2000ء)

علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ ان کو پاکیزہ خصلتوں میں اِبۡتِکَار یعنی پیش پیش ہونے کی وجہ سے ابوبکر کہا جاتا تھا۔(السیرۃ الحلبیۃ، جلد اول، صفحہ 390، باب ذکر اول الناس ایمانا بہ ﷺ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے حلیہ کے بارہ میں روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک عربی شخص کو دیکھا جو پیدل چل رہا تھا اور آپ اس وقت اپنے ہودج میں تھیں۔آپؓ نے فرمایا: میں نے اس شخص سے زیادہ حضرت ابوبکرؓ سے مشابہ کوئی شخص نہیں دیکھا۔راوی کہتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ آپؓ ہمارے لیے حضرت ابوبکرؓ کا حلیہ بیان کریں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ گورے رنگ کے شخص تھے۔دبلے پتلے تھے۔رخساروں پر گوشت کم تھا۔کمر ذرا خمیدہ تھی، ذرا جھکی ہوئی تھی کہ آپؓ کا تہبند بھی کمر پر نہیں رکتا تھا اور نیچے سرک جاتا تھا۔چہرہ کم گوشت والا تھا۔آنکھیں اندر کی طرف تھیں اور پیشانی بلند تھی۔(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 140، ’’ابوبکر الصدیق‘‘ ومن بنی تیم بن مرّۃ بن کعب، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو غرور سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلا تو اللہ روزِ قیامت اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میرے کپڑے کی ایک طرف ڈھیلی رہتی ہے یعنی ایک سائیڈ جو ہے وہ ڈھیلی رہتی ہے اور نیچے آ جاتی ہے سوائے اس کے کہ میں اس کا خاص خیال رکھوں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔آپ تو غرور سے ایسا نہیں کرتے۔(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا حدیث 3665) یہ جائز ہے۔کوئی بات نہیں۔

حضرت ابوبکرؓ مہندی اور کَتَم سے خضاب لگایا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شَیبِہٖ ﷺ روایت نمبر 6073)

کَتَم، یہ بُوٹی بلند پہاڑوں پر اگتی ہے اور وَسْمَہ کے ساتھ ملا کر لگائی جاتی ہے اور اس کے ذریعہ بالوں کو سیاہ رنگت دی جاتی تھی۔(لسان العرب زیر مادہ ’’کتم‘‘)

اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کے پیشہ اور قریش میں آپؓ کے مقام کے بارے میں تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنی قوم میں مقبول اور محبوب تھے۔آپؓ نرم مزاج شخص تھے۔قریش کے حسب و نسب اور اس کی اچھائی اور برائی کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔آپؓ تجارت کرنے والے شخص تھے اور اچھے اخلاق اور نیکیوں کے مالک تھے۔آپؓ کی قوم کے لوگ ایک سے زائد باتوں کی وجہ سے آپؓ کے پاس آتے اور آپؓ سے محبت رکھتے تھے۔یعنی آپؓ کے علم کی وجہ سے، آپؓ کے تجربات کی وجہ سے اور آپؓ کی اچھی مجلسوں کی وجہ سے۔

(تاریخ طبری، جلد 1، صفحہ 540-541، تاریخ ما قبل الہجرۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں کہ قریش کی ساری قوم تجارت پیشہ تھی اور اس کا ہر فرد اسی شغل میں مشغول تھا۔چنانچہ ابوبکرؓ نے بھی بڑے ہو کر کپڑے کی تجارت شروع کر دی جس میں انہوں نے غیر معمولی فروغ حاصل کیا اور ان کا شمار بہت جلد مکہ کے نہایت کامیاب تاجروں میں ہونے لگا۔تجارت کی کامیابی میں ان کی جاذبِ نظر شخصیت اور بے نظیر اخلاق کو بھی بڑا خاصا دخل تھا۔(حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ از محمد حسین ہیکل مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی، صفحہ 41، علم و عرفان پبلشرز لاہور 2004ء)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت حضرت ابوبکرؓ کا راس المال چالیس ہزار درہم تھا۔آپؓ اس میں سے غلاموں کو آزاد کرواتے اور مسلمانوں کی خبر گیری کرتے رہے یہاں تک کہ جب آپؓ مدینہ تشریف لائے تو اس وقت آپ کے پاس پانچ ہزار درہم باقی تھے۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ، جلد 4، صفحہ 148 ذکر عبداللہ بن عثمان، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

اسلام سے قبل کے بعض واقعات ہیں۔حضرت ابوبکرؓ اپنی مالی وسعت اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے قریش میں اعلیٰ مقام کے حامل تھے۔آپؓ رؤسائے قریش میں سے تھے اور ان کے مشوروں کے محور تھے۔آپؓ سب سے زیادہ پاکیزہ اور نیک لوگوں میں سے تھے۔آپؓ رئیس، معزز، سخی تھے اور بکثرت اپنا مال خرچ کیا کرتے تھے۔اپنی قوم میں ہر دلعزیز اور محبوب تھے۔اچھی مجلسوں والے تھے۔آپؓ تعبیر الرؤیا میں لوگوں سے زیادہ علم رکھنے والے تھے یعنی آپؓ کا اس بارے میں بہت علم تھا۔علم تعبیر الرؤیا کے بہت بڑے عالم ابن سیرین کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ اس امت کے سب سے بڑے تعبیر الرؤیا کے عالم تھے اور آپ لوگوں میں سب سے زیادہ اہلِ عرب کے حسب و نسب کو جاننے والے تھے۔

جُبَیر بن مُطْعِم جو کہ اس فن، علم الانساب میں کمال تک پہنچے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ میں نے نسب کا علم حضرت ابوبکرؓ سے سیکھا ہے۔خاص طور پر قریش کا حسب و نسب کیونکہ حضرت ابوبکرؓ قریش میں سے قریش کے حسب و نسب اور جو اچھائیاں اور برائیاں ان کے نسب میں تھیں ان کا آپ سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے اور آپؓ ان کی برائیوں کا تذکرہ نہیں کرتے تھے یعنی حضرت ابوبکرؓ برائیوں کا تذکرہ نہیں کرتے تھے۔اسی وجہ سے آپ حضرت عقیل بن ابوطالبؓ کی نسبت ان میں زیادہ مقبول تھے۔حضرت عَقیلؓ حضرت ابوبکرؓ کے بعد قریش کے حسب و نسب اور ان کے آباو اجداد اور ان کی اچھائیوں اور برائیوں کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے مگر حضرت عقیلؓ قریش کو ناپسندیدہ تھے کیونکہ وہ قریش کی برائیاں بھی گنوا دیتے تھے۔حضرت عقیلؓ مسجد نبوی میں نسب ناموں، عرب کے حالات و واقعات کا علم حاصل کرنے کیلئے حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔

اہلِ مکہ کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ ان کے بہترین لوگوں میں سے تھے چنانچہ جب بھی انہیں کوئی مشکل پیش آتی وہ آپ سے مدد طلب کر لیا کرتے تھے۔

(السیرۃ الحلبیہ، جلد 1، صفحہ 390، باب اول الناس ایمانا بہ ﷺ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

مکہ میں بسنے والے تمام قبائل کو کعبہ کے مناصب کے لحاظ سے کوئی نہ کوئی منصب حاصل ہوتا تھا اور کوئی فریضہ تفویض ہوتا تھا۔بنو عبد مناف کے سپرد حاجیوں کیلئے پانی کی فراہمی اور انہیں ضروری آسائشیں فراہم کرنے کا کام سونپا گیا تھا۔بنو عبدالدار کے ذمہ جنگ کے وقت علمبرداری، کعبہ کی دربانی اور دار الندوہ کا انتظام تھا۔لشکروں کی سپہ سالاری حضرت خالد بن ولیدؓ کے قبیلہ بنو مخزوم کے حصہ میں آئی تھی۔خون بہا اور دِیَتیں اکٹھا کرنا حضرت ابوبکرؓ کے قبیلہ بنو تَیم بن

ارشاد باری تعالیٰ

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اُس شخص کیلئے

جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ (سورۃ الاحزاب:22)

طالب دعا : صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا (الاحزاب:34)

ترجمہ: اے اہلِ بیت! یقیناً اللہ چاہتا ہے کہ

تم سے ہر قسم کی آلائش دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

مُرّہ کا کام تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ جوان ہوئے تو یہ خدمت ان کے سپرد کر دی گئی۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 59)

جب حضرت ابوبکرؓ کسی چیز کی دیت کا فیصلہ کرتے تو قریش آپؓ کی تصدیق کرتے اور آپؓ کی دیت کا لحاظ کرتے اور اگر آپؓ کے علاوہ کوئی اَور دیت کا فیصلہ کرتا تو قریش اس کو چھوڑ دیتے اور اس کی تصدیق نہ کرتے تھے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 311، عبداللہ بن عثمان، دارالکتب العلمیۃ بیروت، 2008ء)

حِلف الفُضُول میں حضرت ابوبکرؓ کی بھی شمولیت تھی۔ یہ غریبوں کی مدد کا، مظلوموں کی مدد کا وہ خاص معاہدہ تھا جس کا ”قدیم زمانہ میں عرب کے بعض شریف دل اشخاص کو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ باہم مل کر عہد کیا جاوے کہ ہم ہمیشہ حق دار کو اس کا حق حاصل کرنے میں مدد دیں گے اور ظالم کو ظلم سے روکیں گے اور عربی میں چونکہ حق کو فضل بھی کہتے ہیں جس کی جمع فضول ہے اس لئے اس معاہدہ کا نام حلف الفُضُول رکھا گیا۔ بعض روایتوں کی رو سے چونکہ اس تجویز کے محرک ایسے شخص تھے جن کے ناموں میں فضل کا لفظ آتا تھا اس لئے یہ عہد حلف الفُضُول کے نام سے مشہور ہو گیا۔ بہرحال حَربِ فُجَّار کے بعد اور غالباً اسی جنگ سے متاثر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زُبیر بن عبدالمطّلِب کے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ اس حلف کو پھر تازہ کیا جائے۔ چنانچہ اس کی تحریک پر بعض قبائل قریش کے نمائندگان عبداللہ بن جُدعان کے مکان پر جمع ہوئے جہاں عبداللہ بن جُدعان کی طرف سے ایک دعوت کا انتظام تھا اور پھر سب نے اتفاق کر کے باہم قَسم کھائی کہ ہم ہمیشہ ظلم کو روکیں گے اور مظلوم کی مدد کریں گے۔ اس عہد میں حصہ لینے والوں میں بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو اسد، بنو زُہرہ اور بنو تَیم شامل تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس موقعہ پر موجود تھے اور شریک معاہدہ تھے۔ چنانچہ آپؐ ایک دفعہ نبوت کے زمانہ میں فرماتے تھے کہ میں عبداللہ بن جُدعان کے مکان پر ایک ایسی قسم میں شریک ہوا تھا کہ اگر آج اسلام کے زمانہ میں بھی مجھے کوئی اس کی طرف بلائے تو مَیں اس پر لبیک کہوں گا۔“ (سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 104-105)

ایک مصنف حضرت ابوبکرؓ کی بھی حلف الفُضُول میں شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس انجمن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہوئے تھے اور آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی شامل ہوئے تھے۔

(سیدنا صدیق اکبرؓ کے شب و روز از محمد حذیفہ لاہوری، صفحہ 19، مکتبہ الحرمین لاہور)

بعثت سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا تعلق اور دوستی کا حال یوں بیان ہوا ہے۔ ابن اسحاق اور ان کے علاوہ بعض اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ بعثت سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق اور امانت اور آپؐ کی پاک فطرت اور عمدہ اخلاق سے اچھی طرح واقف تھے۔ ایک اور روایت میں ذکر ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے۔

(البدایۃ والنہایۃ، جلد 2، جزء 3، باب ذکر اول من اسلم...... صفحہ 29 و 32، دارالکتب العلمیۃ 2001ء)

سیر الصحابہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بچپن ہی سے ان کو یعنی حضرت ابوبکرؓ کو خاص انس اور خلوص تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ احباب میں داخل تھے۔ اکثر تجارت کے سفروں میں بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ (سیر الصحابۃ، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 56)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بعثت سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ احباب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”بعثت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستانہ تعلقات کا دائرہ بہت ہی محدود نظر آتا ہے۔ دراصل شروع سے ہی آپؐ کی طبیعت علیحدگی پسند تھی اور آپؐ نے اپنی عمر کے کسی حِصہ میں بھی مکہ کی عام سوسائٹی میں زیادہ خلا ملا نہیں کیا۔ تاہم بعض ایسے لوگ بھی تھے جن کے ساتھ آپؐ کے دوستانہ تعلقات تھے۔ ان سب میں ممتاز حضرت ابوبکرؓ یعنی عبداللہ بن ابی قُحافہ تھے۔ جو قریش کے ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور اپنی شرافت اور قابلیت کی وجہ سے قوم میں بڑی عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ دوسرے درجہ پر حَکیم بن حِزام تھے جو حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے۔ یہ نہایت شریف الطبع آدمی تھے۔ شروع شروع میں یہ اسلام نہیں لائے لیکن اس حالت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت اور اخلاص رکھتے تھے۔ آخر سعادتِ طبعی اسلام کی طرف کھینچ لائی۔ پھر زَید بن عمرو سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقات تھے۔ یہ صاحب حضرت عمرؓ کے قریبی رشتہ دار تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے زمانۂ جاہلیت میں ہی شِرک ترک کر رکھا تھا اور اپنے آپ کو دین ابراہیمی کی طرف منسوب کرتے تھے مگر یہ اسلام کے زمانہ سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔“ (سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 114)

بہرحال حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقات میں نمبر ایک پہ تھے۔ زمانہ جاہلیت سے ہی حضرت ابوبکرؓ کو شرک سے نفرت تھی اور اجتناب کرتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ نے زمانۂ جاہلیت میں بھی کبھی شرک نہیں کیا اور نہ کبھی کسی بت کو سجدہ کیا چنانچہ سیرۃ حلبیہ میں لکھا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ یقیناً حضرت ابوبکرؓ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ علامہ ابن جوزی نے حضرت ابوبکرؓ کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جنہوں نے جاہلیت میں ہی بتوں کی عبادت سے انکار کر دیا تھا یعنی وہ کبھی بتوں کے پاس نہیں گئے۔

(السیرۃ الحلبیۃ، جلد 1، باب ذکر اول الناس ایمانا، صفحہ 384-385، دارالکتب العلمیۃ 2002ء)

زمانہ جاہلیت میں آپؓ کو شراب سے نفرت تھی۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے زمانۂ جاہلیت میں شراب کو اپنے اوپر حرام کیا ہوا تھا۔ آپؓ نے نہ جاہلیت میں اور نہ ہی اسلام میں کبھی شراب پی۔

(کنز العمال، جزء 12، صفحہ 490، مناقب ابوبکر، حدیث 35609، مؤسسۃ الرسالۃ 1985ء)

ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے مجمع میں حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا گیا کہ کیا آپؓ نے زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب پی۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اعوذ باللہ۔ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ پوچھا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں اپنی عزت کو بچاتا تھا اور اپنی پاکیزگی کی حفاظت کرتا تھا کیونکہ جو شخص شراب پیتا ہے وہ اپنی عزت اور پاکیزگی کو ضائع کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپؐ نے فرمایا صَدَقَ اَبُوْبَکْرٍ۔ صَدَقَ اَبُوْبَکْرٍ۔ یعنی ابوبکر نے سچ کہا۔ ابوبکر نے سچ کہا۔ آپؐ نے دو مرتبہ یہ فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی، صفحہ 30، فصل: کان ابوبکر اعف الناس فی الجاھلیۃ، دارالکتاب العربی بیروت 1999ء)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بارے میں مختلف جگہوں پر روایات ملتی ہیں۔ بعض تفصیلی ہیں۔ بعض مختصر ہیں۔ بہرحال یہ بھی کچھ بیان کر دیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میرے ماں باپ اسی دین یعنی اسلام پر تھے اور ہم پر کوئی ایسا دن نہیں گزرا کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس صبح شام دونوں وقت نہ آئے ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الکفالۃ بابُ جوار ابی بکر فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وعقدہ حدیث نمبر 2297)

حضرت ابوبکرؓ کے قبولِ اسلام کے بارے میں مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں۔ شرحِ زَرقَانی میں حضرت ابوبکرؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکرؓ حکیم بن حزام کے گھر میں تھے۔ اس وقت ان کی لونڈی آئی اور کہنے لگی کہ تیری پھوپھی خدیجہ یہ بیان کرتی ہے کہ اس کا خاوند موسیٰ کی مانند بطور نبی بھیجا گیا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ وہاں سے چپکے سے نکلے یہاں تک کہ آپؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ (شرح زرقانی علیٰ مواھب اللدنیہ، جلد 1، صفحہ 447-448، ذکر اول من آمن باللہ ورسولہ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996)

سیرتِ ابنِ ہشام کی شرح الرَّوضُ الْاُنُف میں حضرت ابوبکرؓ کی ایک رؤیا اور اسلام لانے کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل حضرت ابوبکرؓ نے ایک خواب دیکھا۔ انہوں نے دیکھا کہ چاند مکہ میں اتر آیا ہے۔ پھر انہوں نے اسے دیکھا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مکہ کی تمام جگہوں اور گھروں میں پھیل گیا ہے۔ اس کا ایک ایک ٹکڑا ہر گھر میں داخل ہو گیا ہے اور پھر گویا وہ چاند آپؓ کی گود میں اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے بعض اہلِ کتاب علماء سے اس خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے یہ تعبیر بتائی کہ وہ نبی جس کا انتظار کیا جا رہا ہے اس کا زمانہ آ گیا ہے اور آپؓ اس نبی کی پیروی کریں گے اور اس وجہ سے لوگوں میں سب سے زیادہ آپؓ سعادت مند ہوں گے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو دعوت اسلام دی تو انہوں نے توقف نہ کیا۔ (الروض الانف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، جلد اول، صفحہ 431 ”اسلام ابی بکر“ دارالکتب العلمیہ بیروت)

سُبُلُ الھدیٰ میں حضرت ابوبکرؓ کے قبول اسلام کے بارے میں ایک روایت یوں بیان ہوئی ہے کہ کعب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا سبب آسمان سے نازل ہونے والی ایک وحی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ شام میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔ وہاں آپؓ نے ایک رؤیا دیکھی اور اس رؤیا کو بَحِیرَا راہب سے بیان کیا۔ اس پر بَحِیرَا راہب نے پوچھا کہ آپؓ کہاں سے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا کہ مکّہ سے۔ اس نے پوچھا: مکّہ کے کون سے قبیلہ سے؟ آپؓ نے جواب دیا کہ قریش سے۔ اس نے پوچھا: آپؓ کیا کرتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: تاجر ہوں۔ اس پر بَحِیرَا راہب نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی رؤیا کو سچ کر دکھایا تو تمہاری قوم میں سے ایک نبی مبعوث کیا جائے گا۔

تم اس نبی کی زندگی میں اس کے وزیر ہو گے اور اس کی وفات کے بعد اس کے خلیفہ ہو گے۔

پھر حضرت ابوبکرؓ نے اسے مخفی رکھا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ اَے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جو دعویٰ کرتے ہیں اس کی دلیل کیا ہے؟ باقی جگہ تو کوئی دلیل نہیں کبھی مانگی لیکن بہرحال اس روایت میں یہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ خواب جو تم نے شام میں دیکھی تھی وہی دلیل ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کیا اور آپؐ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور کہا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ (سبل الھدیٰ، جلد 1، صفحہ 124، الباب التاسع فیما اخبر بہ الاحبار...... دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 1993ء)

اس روایت میں حضرت ابوبکرؓ کی ایک رؤیا کا تذکرہ ہوا ہے لیکن اس کی تفصیلات اس جگہ درج نہیں کہ اس رؤیا میں حضرت ابوبکرؓ نے کیا دیکھا تھا تاہم سیرتِ حَلَبِیَّہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی رؤیا کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ چاند ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا ہے جس کا پہلے تذکرہ گزر چکا ہے، پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اب حضرت ابوبکرؓ نے اس رؤیا کا ذکر بَحِیرَا راہب کے سامنے کیا تھا۔

(السیرۃ الحلبیۃ، جلد 1، صفحہ 391، دارالکتب العلمیۃ 2001ء)

بہرحال اس بارے میں مزید روایتیں بھی سیرت لکھنے والوں نے لکھی ہیں وہ ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوں گی۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشقِ زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ یعنی محمد اپنے ربّ پر عاشق ہو گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔“ (ملفوظات، جلد 6، صفحہ 273)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تریپور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جو لوگ دعا سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کیلئے راہ کھول دیتا ہے۔ قرآن شریف نے دعا کے دو پہلو بیان کئے ہیں۔ ایک پہلو میں اللہ تعالیٰ اپنی منوانا چاہتا ہے اور دوسرے پہلو میں بندے کی مان لیتا ہے۔“ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 167، ایڈیشن 1988ء)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع وافراد خاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

خطبہ جمعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں نے جسے بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے ٹھوکر کھائی اور تردّد کیا اور انتظار کرتا رہا سوائے ابوبکر کے مَیں نے جب ان سے اسلام کا ذکر کیا تو نہ وہ اس سے پیچھے ہٹے اور نہ انہوں نے اس کے بارے میں تردد کیا

’’ہر زمانہ میں جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے اور پھر حتی المقدور دعا سے کام لے، جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا صدیقی کمالات حاصل نہیں ہو سکتے۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10 / دسمبر 2021ء بمطابق 10 / فتح 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ اس بارے میں مزید ذکر بھی ہے۔ بعض باتیں مختلف زاویوں سے ہیں اس لیے بیان ہو جاتی ہیں مگر لگتا یہی ہے کہ ایک ہی واقعہ ہے۔ اب مَیں کچھ بیان کروں گا۔ اسد الغابہ میں حضرت ابوبکرؓ کے قبول اسلام کے واقعہ کا اس طرح ذکر ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرتبہ یمن گیا اور قبیلہ ازد کے ایک بوڑھے شخص کے پاس مہمان ٹھہرا۔ یہ شخص ایک عالم تھا، کتب سماویہ پڑھا ہوا تھا اور اسے لوگوں کے حسب ونسب کے علم میں مہارت حاصل تھی۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو کہا میرا خیال ہے کہ تم حرم کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا ہاں میں اہلِ حرم میں سے ہوں۔ پھر اس نے کہا تم کو قریشی سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں میں قریش میں سے ہوں۔ پھر اس نے کہا میں تم کو تیمی سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں میں تیم بن مُرَّہ میں سے ہوں۔ میں عبداللہ بن عثمان ہوں اور کعب بن سعد بن تیم بن مُرَّہ کی اولاد سے ہوں۔ اس نے کہا کہ میرے لیے تمہارے متعلق اب صرف ایک بات رہ گئی ہے۔ یہاں یہ جو عبداللہ بن عثمان نام بتانا ہے، میرا خیال ہے کہ اس وقت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی ان کا نام عبداللہ نہیں رکھا تھا لیکن یہ روایت ہے۔ بہرحال اس نے کہا کہ میرے لیے تمہارے متعلق اب صرف ایک بات باقی رہ گئی ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا تم اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹا کر دکھاؤ۔ میں نے کہا میں ایسا نہ کروں گا یا تم مجھے بتاؤ تم ایسا کیوں چاہتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں صحیح اور سچے علم میں پاتا ہوں کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوں گے۔ ایک جوان اور ایک بڑی عمر والا شخص ان کے کام میں ان کی مدد کریں گے۔ جہاں تک نوجوان کا تعلق ہے تو وہ مشکلات میں کود جانے والا اور پریشانیوں کو روکنے والا ہوگا اور بڑی عمر والا سفید اور پتلے جسم والا ہوگا اس کے پیٹ پر تل ہوگا اور اس کی بائیں ران پر ایک علامت ہوگی۔ اس نے کہا تمہارے لیے ضروری نہیں ہے کہ تم مجھے وہ دکھاؤ جو میں نے تم سے مطالبہ کیا ہے تم میں موجود باقی تمام صفات میرے لیے پوری ہو چکی ہیں سوائے اس کے جو مجھ پر مخفی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: پس میں نے اس کیلئے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو اس نے میری ناف کے اوپر سیاہ تل دیکھا تو کہنے لگا کہ کعبہ کے رب کی قسم وہ تم ہی ہو! میں تمہارے سامنے ایک معاملہ پیش کرنے والا ہوں۔ پس تم اس کے متعلق محتاط رہنا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ خبردار ہدایت سے انحراف نہ کرنا اور مثالی اور بہترین راستے کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور خدا جو تمہیں مال اور دولت دے اس کے متعلق خدا سے ڈرتے رہنا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ میں نے یمن میں اپنا کام پورا کیا اور پھر اس بوڑھے شخص کو الوداع کہنے کیلئے اس کے پاس آیا تو اس نے کہا کیا تم میرے ان اشعار کو یاد کرو گے جو میں نے اس نبی کی شان میں کہے ہیں؟ میں نے کہا ہاں تو اس نے چند اشعار سنائے۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ پھر میں مکہ آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے۔ پھر عُقبہ بن ابی مُعَیط، شَیبہ، رَبیعہ، ابوجَہل، ابوبُختُرِی اور قریش کے دیگر سردار میرے پاس آ گئے۔ میں نے ان سے کہا: کیا تم پر کوئی مصیبت آ گئی یا کوئی واقعہ ہو گیا ہے جو اکٹھے ہو کے آ گئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ اے ابوبکر! بہت بڑا واقعہ ہو گیا ہے۔ ابوطالب کا یتیم دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم اس کے متعلق کچھ انتظار نہ کرتے۔ اب جبکہ آپ آ چکے ہیں تو اب اس معاملے کیلئے آپ ہی ہمارا مقصود ہیں اور ہمارے لیے کافی ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے انہیں اچھے انداز سے ٹال دیا اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ آپؐ خدیجہؓ کے مکان میں ہیں۔ میں نے جا کر دروازے پر دستک دی۔ چنانچہ وہ باہر تشریف لائے۔ پس میں نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ اپنے خاندانی گھر سے اٹھ گئے ہیں اور آپؐ نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف بھی اور تم تمام لوگوں کی طرف بھی۔ پس تم اللہ پر ایمان لے آؤ۔ میں نے کہا اس پر آپؐ کی کیا دلیل ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بوڑھا شخص جس سے تم نے یمن میں ملاقات کی تھی۔ میں نے کہا کہ یمن میں تو بہت سے بوڑھے شخص تھے جن سے میں نے ملاقات کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بوڑھا شخص جس نے تمہیں اشعار سنائے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اے میرے حبیبؐ! آپؐ سے کس نے یہ خبر بیان کی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عظیم فرشتے نے جو مجھ سے پہلے انبیاء کے پاس بھی آتا تھا۔ میں نے عرض کیا آپؐ اپنا ہاتھ بڑھائیں میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ پھر میں لوٹا اور میرے اسلام لانے کی وجہ سے مکہ کے دو پہاڑوں کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوش کوئی اَور نہ ہوا۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ جلد 3 صفحہ 313، 312، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2008ء)

اسد الغابہ کا یہ حوالہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض جگہ بعض بڑھا بھی لیتے ہیں داستان کے لیے لیکن بہت ساری باتیں صحیح بھی ہوں گی۔

رِیَاضُ النَّضِرَۃ میں حضرت ابوبکرؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس طرح درج ہے۔ اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سَلَمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گہرے اور مخلص دوست تھے۔ جب آپؐ مبعوث ہوئے تو قریش کے لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوبکر! تمہارا یہ ساتھی دیوانہ ہو گیا ہے (نعوذ باللہ)۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اس کو کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ مسجد حرام میں لوگوں کو توحید یعنی خدائے واحد کی طرف بلاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ بات انہوں نے کہی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں اور وہ یہ بات مسجد حرام میں کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے اور آپؐ کے دروازے پر دستک دی، آپؐ کو باہر بلایا۔ جب آپؐ ان کے سامنے آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اے ابوالقاسم! مجھے آپؐ کے متعلق کیا بات پہنچی ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تمہیں میرے متعلق کیا بات پہنچی ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپؐ اللہ کی توحید کی طرف بلاتے ہیں اور آپؐ کہتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اے ابوبکر! یقیناً میرے ربّ عزوجل نے مجھے بشیر اور نذیر بنایا ہے اور مجھے ابراہیم کی دعا بنایا ہے اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اللہ کی قسم! مَیں نے کبھی آپؐ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ آپؐ یقیناً اپنی امانت کی عظمت، صلہ رحمی اور اچھے افعال کی وجہ سے نبوت کے زیادہ حق دار ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپؐ کی بیعت کروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کی بیعت کی اور آپؐ کی تصدیق کی اور اقرار کیا کہ آپؐ جو لے کر آئے ہیں وہ حق ہے۔ پس اللہ کی قسم! حضرت ابوبکرؓ نے کوئی توقف اور تردّد نہ کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو اسلام کی طرف بلایا۔ (الریاض النضرۃ، جلد 1، صفحہ 84-85، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2014ء)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جسے بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے ٹھوکر کھائی اور تردّد کیا اور انتظار کرتا رہا سوائے ابوبکر کے۔ میں نے جب ان سے اسلام کا ذکر کیا تو نہ وہ اس سے پیچھے ہٹے اور نہ انہوں نے اس کے بارے میں تردد کیا۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 205 تا 206، عبداللہ بن عثمان، دار الفکر بیروت، 2003ء)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا اور تم نے کہا تُو جھوٹا ہے اور ابوبکرؓ نے کہا سچا ہے۔ اور انہوں نے اپنی جان و مال سے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ، باب قول النبیؐ لو کنت متخذا خلیلا حدیث 3661) یہ بخاری کی روایت ہے۔

حضرت مصلح موعود حضرت ابوبکرؓ کے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ایک جگہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعویٰ نبوت فرمایا تو اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ واپس تشریف لائے تو آپؓ کی ایک لونڈی نے آپ سے کہا کہ آپ کا دوست تو (نعوذ باللہ) پاگل ہو گیا ہے اور وہ عجیب عجیب باتیں کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ مجھ پر آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی وقت اٹھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر پہنچ کر آپ کے دروازے پر دستک دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں آپ سے صرف ایک بات پوچھنے آیا ہوں۔ کیا آپ نے یہ کہا ہے کہ خدا کے فرشتے مجھ پر نازل ہوتے ہیں اور مجھ سے باتیں کرتے ہیں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ ان کو ٹھوکر لگ جائے تشریح کرنی چاہی۔‘‘ ہمارے ہاں تاریخ میں عموماً یہی روایت چلتی ہے۔ ’’مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ آپؐ تشریح نہ کریں اور مجھے صرف اتنا بتائیں کہ کیا آپؐ نے یہ بات کہی ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس خیال سے کہ معلوم نہیں یہ سوال کریں کہ فرشتوں کی شکل کیسی ہوتی ہے اور وہ کس طرح نازل ہوتے ہیں؟ پہلے کچھ تمہیدی طور پر بات کرنی چاہی مگر حضرت ابوبکرؓ نے پھر کہا کہ نہیں نہیں! آپؐ صرف یہ بتائیں کہ کیا یہ بات درست ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں درست ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں آپؐ پر ایمان لاتا ہوں۔ اور پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! میں نے دلائل بیان کرنے سے صرف اس لئے روکا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ میرا ایمان مشاہدے پر ہو۔ دلائل پر اس کی بنیاد نہ ہو کیونکہ آپؐ کو صادق اور راستباز تسلیم کرنے کے بعد کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ غرض جس بات کو مکہ والوں نے چھپایا تھا اسے حضرت ابوبکرؓ نے اپنے عمل سے واضح کر کے دکھا دیا۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 251-252)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک اَور جگہ حضرت ابوبکرؓ کے قبول اسلام کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے اور کیونکہ وضاحت کر رہے ہیں اس لیے کسی اَور حوالے سے اس میں اس طرح بیان ہے کہ ’’حضرت ابوبکرؓ کا ایمان لانا عجیب تر تھا۔ جس وقت آپؐ کو وحی ہوئی‘‘ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوئی ’’کہ آپ ﷺ نبوت کا دعویٰ کریں۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ مکہ کے ایک رئیس کے گھر میں بیٹھے تھے۔ اس رئیس کی لونڈی آئی اور اس نے آکر بیان کیا کہ خدیجہؓ کو معلوم نہیں کہ کیا ہو گیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے خاوند اسی طرح نبی ہیں جس طرح حضرت موسیٰؑ تھے۔ لوگ اس خبر پر ہنسنے لگے اور اس قسم کی باتیں کرنے والوں کو پاگل قرار دینے لگے مگر حضرت ابوبکرؓ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بہت گہری واقفیت رکھتے تھے اسی وقت اٹھ کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئے اور پوچھا کہ کیا آپؐ نے کوئی دعویٰ کیا ہے؟ آپؐ نے بتایا ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا ہے اور شرک کے مٹانے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے بغیر اس کے کہ کوئی اَور سوال کرتے جواب دیا کہ مجھے اپنے باپ کی اور ماں کی قسم! کہ تُو نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور مَیں نہیں مان سکتا کہ تُو خدا پر جھوٹ بولے گا۔ پس میں ایمان لاتا ہوں کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپؐ خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے ایسے نوجوانوں کو جمع کر کے جو اُن کی نیکی اور تقویٰ کے قائل تھے‘‘ یعنی حضرت ابوبکرؓ کی نیکی اور تقویٰ کے قائل تھے انہیں ’’سمجھانا شروع کیا اور سات آدمی اَور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ یہ سب نوجوان تھے جن کی عمر 12 سال سے لے کر 25 سال تک تھی۔‘‘

(دورۂ یورپ، انوار العلوم، جلد 8، صفحہ 543-544)

پھر ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے کہ ’’حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی دلیل سے مانا ہے اور پھر کبھی ان کے دل میں آپؐ کے متعلق ایک لمحہ کیلئے بھی شبہ پیدا نہیں ہوا۔‘‘ دلیل وہی چل رہی ہے۔ واقعات بعض دفعہ ذرا مختلف ہو جاتے ہیں ’’اور وہ دلیل یہ تھی کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچپن سے دیکھا اور وہ جانتے تھے کہ آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ کبھی شرارت نہیں کی۔ کبھی گندی اور ناپاک بات آپ کے منہ سے نہیں نکلی۔ بس یہی وہ جانتے تھے۔ اس سے زیادہ نہ وہ کسی شریعت کے جاننے والے تھے کہ اسکے بتائے ہوئے معیار سے رسول کریم ﷺ کو سچا سمجھ لیا۔ نہ کسی قانون کے پیرو تھے۔ انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ خدا کا رسول کیا ہوتا ہے اور اس کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں۔ وہ صرف یہ جانتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔ وہ ایک سفر پر گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو راستہ میں ہی کسی نے انہیں کہا تمہارا دوست (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا پھر وہ جھوٹ نہیں بولتا۔ جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ کیونکہ جب اس نے کبھی بندوں پر جھوٹ نہیں بولا تو خدا پر کیوں جھوٹ بولنے لگا۔

جب اس نے انسانوں سے کبھی ذرا بد دیانتی نہیں کی تو اب ان سے اتنی بڑی بد دیانتی کس طرح کرنے لگا کہ ان کی روحوں کو تباہ کر دے۔ صرف یہ دلیل تھی جس کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا اور اسی کو خدا تعالیٰ نے بھی لیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے لوگوں کو کہہ دو فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيۡكُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (یونس:17) مَیں ایک عرصہ تم میں رہا اس کو دیکھو اس میں میں نے تم سے کبھی غداری نہیں کی پھر اب میں خدا سے کیوں غداری کرنے لگا۔ یہی وہ دلیل تھی جو حضرت ابوبکرؓ نے لی اور کہہ دیا کہ اگر وہ کہتا ہے کہ خدا کا رسول ہوں تو سچا ہے اور میں مانتا ہوں۔ اس کے بعد نہ کبھی ان کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہوا اور نہ ان کے پائے ثبات میں کبھی لغزش آئی۔ ان پر بڑے بڑے ابتلاء آئے۔ انہیں جائیدادیں اور وطن چھوڑنا اور اپنے عزیزوں کو قتل کرنا پڑا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت میں کبھی شبہ نہ ہوا۔‘‘ (بیعت کرنے والوں کیلئے ہدایات، انوار العلوم، جلد 6، صفحہ 76-77)

ایک دفعہ بیعت کرنے والوں کو ہدایات دے رہے تھے، ان کو سمجھا رہے تھے تو اس ضمن میں یہ بات آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپؓ میں کیا کیا کمالات تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو حقیقت میں حضرت ابوبکرؓ نے جو صدق دکھایا اس کی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے اور پھر حتی المقدور دعا سے کام لے۔ جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا صدیقی کمالات حاصل نہیں ہو سکتے۔‘‘

پھر فرمایا کہ ’’ابوبکری فطرت کیا ہے؟ اس پر مفصل بحث اور کلام کا یہ موقعہ نہیں کیونکہ اس کے تفصیلی بیان کیلئے بہت وقت درکار ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’میں مختصراً ایک واقعہ بیان کر دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اظہار فرمایا۔ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف سوداگری کرنے کیلئے گئے ہوئے تھے۔ جب واپس آئے تو ابھی راستے ہی میں تھے کہ ایک شخص آپؓ سے ملا۔ آپؓ نے اس سے مکے کے حالات دریافت فرمائے اور پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ جیسا کہ قاعدے کی بات ہے کہ جب انسان سفر سے واپس آتا ہے تو راستے میں اگر کوئی اہلِ وطن مل جائے۔ تو اس سے اپنے وطن کے حالات دریافت کرتا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ نئی بات یہ ہے کہ تیرے دوست محمد ﷺ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ حضرت ابوبکر نے یہ سنتے ہی فرمایا کہ اگر اس نے یہ دعویٰ کیا ہے تو بلاشک وہ سچا ہے۔

اسی ایک واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آپؓ کو کس قدر حسن ظن تھا۔ معجزے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو مدعی کے حالات سے ناواقف ہو اور جہاں غیریت ہو اور مزید تسلی کی ضرورت ہو لیکن جس شخص کو حالات سے پوری واقفیت ہو تو اسے معجزے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ الغرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ راستہ میں ہی آنحضرت ﷺ کا دعویٰ نبوت سن کر ایمان لے آئے۔ پھر جب مکے میں پہنچے تو آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ آپؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ درست ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپؐ گواہ رہیں کہ میں آپؐ کا پہلا مصدق ہوں۔ آپؓ کا ایسا کہنا محض قول ہی قول نہ تھا بلکہ آپؓ نے‘‘ یعنی حضرت ابوبکرؓ نے ’’اپنے افعال سے اسے ثابت کر دکھایا اور مرتے دم تک اسے نبھایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا۔‘‘

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 372 تا 374)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۂ رحمٰن کی آیت وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمٰن:47) اور جو بھی اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے اس کیلئے دو جنتیں ہیں وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ جو اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے اس کیلئے دو جنتیں ہیں۔ اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھو کہ جب وہ شام کے ملک واپس آ رہے تھے تو راستہ میں ایک شخص ان کو ملا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اور تو کوئی تازہ خبر نہیں البتہ تمہارے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغمبری کا دعوی کیا ہے۔ اس پر ابوبکر صدیقؓ نے اس کو جواب دیا کہ اگر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو وہ سچا ہے۔ وہ جھوٹا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ سیدھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر چلے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ آپ گواہ رہیں کہ سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا میں ہوں۔ دیکھو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں مانگا تھا۔ صرف پہلے تعارف کی برکت سے ہی وہ ایمان لے آئے تھے۔ یاد رکھو معجزات وہ طلب کیا کرتے ہیں جن کو تعارف نہیں ہوتا۔

جو لنگوٹیا یار ہوتا ہے اس کیلئے تو سابقہ حالات ہی معجزہ ہوتے ہیں اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو بڑی بڑی تکالیف کا سامنا ہوا۔ طرح طرح کے مصائب اور سخت درجے کے دکھ اٹھانے پڑے لیکن دیکھو اگر سب سے زیادہ انہیں کو دکھ دیا گیا تھا اور وہی سب سے بڑھ کر ستائے گئے تھے تو سب سے پہلے تخت نبوت پر وہی بٹھائے گئے تھے۔‘‘ اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی ان کو انعام سے نواز دیا اور اگلے جہان میں تو ہے ہی جنت۔ ’’کہاں وہ تجارت کہ تمام دن دھکے کھاتے پھرتے تھے اور کہاں یہ درجہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے اول خلیفہ انہیں کو مقرر کیا گیا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 10، صفحہ 78-79)

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ سعید الفطرت ہوتے ہیں جو پہلے ہی مان لیتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے ہی دور اندیش اور باریک بین ہوتے ہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ایک بیوقوف ہوتے ہیں جب سر پر آ پڑتی ہیں تب کچھ چونکتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 261) یعنی جب کسی مشکل میں گرفتار ہوتے ہیں، عذاب آتا ہے تب سوچتے ہیں کہ ماننا چاہیے کہ نہیں۔

اس بارے میں بھی بحث ہوتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے کون ایمان لایا؟

مؤرخین کے نزدیک اس بات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ مردوں میں سے سب سے پہلے کون ایمان لایا تھا حضرت ابوبکرؓ یا حضرت علیؓ یا حضرت زید بن حارثہؓ۔

(سُبُل الہُدٰی والرشاد، جلد 2، صفحہ 300-304، الباب الثانی فی اسلام خدیجہ وعلی وزید وابی بکر……دار الکتب العلمیۃ 1993ء)(تاریخ الطبری، جلد 1، تاریخ ماقبل الھجرۃ، صفحہ 537 تا 540، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

بعض اس کا یہ حل نکالتے ہیں کہ بچوں میں سے حضرت علیؓ اور بڑوں میں سے حضرت ابوبکرؓ اور غلاموں میں سے حضرت زیدؓ سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔ چنانچہ علامہ احمد بن عبداللہ ان روایات میں تطبیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ بنت خُویلد نے اسلام قبول کیا اور مردوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا جبکہ وہ ابھی بچے تھے جیسا کہ ان کی عمر کے بارے میں پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ان کی عمر دس سال تھی۔ وہ اپنا اسلام مخفی رکھے ہوئے تھے اور پہلے بالغ عربی شخص جس نے اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کا اظہار کیا وہ حضرت ابوبکر بنِ ابوقُحافہؓ تھے اور آزاد کردہ غلاموں میں سے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ حضرت زیدؓ بن حارثہؓ تھے۔ یہ متفق امر ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، جلد 1، صفحہ 89، دارالکتب العلمیۃ 2014ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس بحث کا ذکر کرتے ہوئے جو فرمایا ہے وہ اس طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے مشن کی تبلیغ شروع کی تو سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہؓ تھیں جنہوں نے ایک لمحے کیلئے بھی تردّد نہیں کیا۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے کے متعلق مورخین میں اختلاف ہے۔ بعض حضرت ابوبکر عبداللہ بن ابی قحافہؓ کا نام لیتے ہیں۔ بعض حضرت علیؓ کا یا زید بن حارثہؓ کا لیکن آپؓ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ جھگڑا فضول ہے۔ حضرت علیؓ اور زید بن حارثہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے آدمی تھے اور آپؐ کے بچوں کی طرح آپؐ کے ساتھ رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا تھا اور ان کا ایمان لانا تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات کو وہ بچوں کی حیثیت سے مانتے تھے اور ہوسکتا ہے کہ اس وقت یہ بات بھی انہوں نے اس طرح ہی مانی ہو۔ پھر آپؓ لکھتے ہیں کہ ان دونوں بچوں کو نکال دو تو حضرت ابوبکرؓ مسلمہ طور پر مقدم اور سابق بالایمان تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درباری شاعر حسان بن ثابت انصاریؓ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق کہتے ہیں کہ

اِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ اَخِیْ ثِقَةٍ فَاذْكُرْ اَخَاكَ اَبَابَكْرٍ بِمَا فَعَلَا
خَيْرَ الْبَرِيَّةِ اَتْقَاهَا وَ اَعْدَلَهَا بَعْدَ النَّبِيِّ وَ اَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا
اَلثَّانِيَ التَّالِيَ الْمَحْمُوْدَ مَشْهَدُهٗ وَاَوَّلَ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

یعنی جب تمہارے دل میں کبھی کوئی دردآمیز یاد تمہارے کسی اچھے بھائی کے متعلق پیدا ہو تو اس وقت اپنے بھائی ابوبکرؓ کو بھی یاد کرلیا کرو۔ اس کی ان خوبیوں کی وجہ سے جو یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں میں سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ منصف مزاج تھا اور سب سے زیادہ پورا کرنے والا تھا اپنی ان ذمہ داریوں کو جو اس نے اٹھائیں۔ ہاں ابوبکرؓ وہی تو ہے جو غارِ ثور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا شخص تھا جس نے اپنے آپ کو آپؐ کی اِتباع میں بالکل محو کر رکھا تھا اور وہ جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتا تھا اسے خوبصورت بنا دیتا تھا اور وہ ان سب لوگوں میں سے پہلا تھا جو رسولؐ پر ایمان لائے۔

حضرت ابوبکرؓ اپنی شرافت اور قابلیت کی وجہ سے قریش میں بہت مکرّم و معزز تھے اور اسلام میں تو اُن کو وہ رتبہ حاصل ہوا جو کسی اَور صحابی کو حاصل نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک لمحے کیلئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ میں شک نہیں کیا بلکہ سنتے ہی قبول کیا اور پھر انہوں نے اپنی ساری توجہ اور اپنی جان اور مال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی خدمت میں وقف کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں ابوبکرؓ کو زیادہ عزیز رکھتے تھے اور آپؐ کی وفات کے بعد وہ آپؐ کے پہلے خلیفہ ہوئے۔ اپنی خلافت کے زمانے میں بھی انہوں نے بے نظیر قابلیت کا ثبوت دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق یورپ کا مشہور مستشرق سپرنگر (Sprenger) لکھتا ہے کہ ابوبکر کا آغازِ اسلام میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ دھوکا کھانے والے ہوں مگر دھوکا دینے والے ہرگز نہیں تھے بلکہ صدقِ دل سے اپنے آپ کو خدا کا رسول یقین کرتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ سر ولیم میور کو بھی سپرنگر کی اس رائے سے اتفاق ہے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 121-122)

حضرت ابوبکرؓ کو تبلیغِ اسلام اور اس کے نتیجے میں کن آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔

اسکے بارے میں اسدالغابہ میں لکھا ہے کہ جب اسلام آیا تو آپؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور آپؓ کے ہاتھ پر ایک جماعت نے اسلام قبول کیا اس محبت کی وجہ سے جو اُن لوگوں کو آپؓ یعنی حضرت ابوبکرؓ سے تھی اور اس میلان کی وجہ سے جو انہیں حضرت ابوبکرؓ کی طرف تھا یہاں تک کہ عشرہ مبشرہ میں سے پانچ صحابہ نے آپؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

(ماخوذ اسدالغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 205، عبداللہؓ بن عثمان، دارالفکر بیروت، 2003ء)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے اسلام لانے والوں میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت زُبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عَوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبیداللہ شامل تھے۔

(سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ 166، ذکر من اسلم من الصحابۃ بدعوۃ ابی بکر، دارالکتاب العربی بیروت، 2008ء)

اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنی کتاب سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھتے ہیں کہ ''حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ کے بعد اسلام لانے والوں میں پانچ اشخاص تھے جو حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے ایمان لائے اور یہ سب کے سب اسلام میں ایسے جلیل القدر اور عالی مرتبہ اصحاب نکلے کہ چوٹی کے صحابہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ اول حضرت عثمان بن عفانؓ جو خاندان بنوامیہ میں سے تھے۔ اسلام لانے کے وقت ان کی عمر قریباً تیس سال کی تھی۔ حضرت عمرؓ کے بعد وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نہایت باحیا، باوفا، نرم دل، فیاض اور دولتمند آدمی تھے۔ چنانچہ کئی موقعوں پر انہوں نے اسلام کی بہت بہت مالی خدمات کیں۔ حضرت عثمانؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوسکتا ہے کہ آپؐ نے انہیں پے در پے اپنی دو لڑکیاں شادی میں دیں جس کی وجہ سے انہیں ذوالنورین کہتے ہیں۔

دوسرے عبدالرحمٰن بن عوفؓ تھے جو خاندان بَنُو زُہرہ سے تھے جس خاندان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ تھیں۔ نہایت سمجھدار اور بہت سلجھی ہوئی طبیعت کے آدمی تھے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کا سوال انہی کے ہاتھوں سے طے ہوا تھا۔ اسلام لانے کے وقت اِن کی عمر قریباً تیس سال کی تھی۔ عہدِ عثمانی میں فوت ہوئے۔

تیسرے سعد بن ابی وقاصؓ تھے جو اس وقت بالکل نوجوان تھے یعنی اس وقت ان کی عمر انیس سال کی تھی۔ یہ بھی بَنُو زُہرہ میں سے تھے اور نہایت دلیر اور بہادر تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں عراق انہی کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ امیر معاویہؓ کے زمانے میں فوت ہوئے۔

چوتھے زُبیر بن عَوّامؓ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ یعنی صَفِیّہ بنت عبدالمطلب کے صاحبزادے تھے اور بعد میں حضرت ابوبکرؓ کے داماد ہوئے۔ یہ بنو اسد میں سے تھے اور اسلام لانے کے وقت ان کی عمر صرف پندرہ سال کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کو غزوۂ خندق کے موقعے پر ایک خاص خدمت سرانجام دینے کی وجہ سے حواری کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ زبیرؓ حضرت علیؓ کے عہد حکومت میں جنگِ جمل کے بعد شہید ہوئے۔

پانچویں طَلحہ بن عُبَید اللہ تھے حضرت ابوبکرؓ کے خاندان یعنی قبیلہ بنوتَیم میں سے تھے اور اس وقت بالکل نوجوان تھے۔ طلحہ بھی اسلام کے خاص فدایان میں سے تھے۔ حضرت علیؓ کے عہد میں جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

یہ پانچوں اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یعنی ان دس صحابہ میں داخل ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے خاص طور پر جنت کی بشارت دی تھی اور جو آپ ﷺ کے نہایت مقرب صحابی اور مشیر شمار ہوتے تھے۔'' (سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 122-123)

کفارِ مکہ نے اسلام قبول کرنے والوں پر طرح طرح کے مظالم کیے، نہ صرف کمزور اور غلام مسلمان ہی ان کے ظلم وتشدد کا نشانہ بنے بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ بھی مشرکین مکہ کے مظالم سے محفوظ نہ رہے۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ انہیں بھی طرح طرح کے ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اور حضرت ابوبکرؓ کو بھی۔ چنانچہ سیرت حلَبِیَّہ میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت طلحہؓ نے جب اپنے اسلام کا اظہار کیا تو نوفل بن عَدَ وِیَّہ نے ان دونوں کو پکڑ لیا۔ یہ شخص قریش کا شیر کہلاتا تھا۔ اس نے ان دونوں کو ایک ہی رسی سے باندھ دیا۔ ان کے قبیلہ بنوتیم نے بھی ان دونوں کو نہ بچایا۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت طلحہؓ کو قَرِینَیْن بھی کہتے ہیں یعنی دو ساتھ ملے ہوئے۔ نوفل بن عدویہ کی قوت اور اس کے ظلم کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اَللّٰهُمَّ اكْفِنَا شَرَّ ابْنِ الْعَدَوِيَّةِ کہ اے اللہ! ابن عَدَوِیَّہ کے شر کے مقابلے میں ہمارے لیے تُو کافی ہوجا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، جلد اول، صفحہ 395، باب ذکر اول الناس ایماناً بہ ﷺ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ وہ بدترین سلوک مجھے بتائیں جو مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد

ارشاد نبوی ﷺ

اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اسکے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔

(ماخوذ از جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبی ﷺ)

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی ﷺ

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! تُو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہوجا۔ نہ آگ لگنے کا خطرہ، نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر۔ میرے پاس رکھا ہوا خزانہ مَیں پورا اُس دن تجھے دوں گا جب تُو سب سے زیادہ اس کا محتاج ہوگا۔ (کنز العمال، جلد 6، حدیث 16021)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

حرام کے حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عُقْبہ بن اَبِی مُعَیط آیا اور اس نے کپڑا آپؐ کی گردن میں ڈال کر آپؐ کا گلا زور سے گھونٹا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچ گئے اور آ کر انہوں نے عقبہ کا کندھا پکڑا اور اسے دھکیل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹا دیا اور کہا أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَّقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ (المومن:29) کہ کیا تم ایسے شخص کو مارتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

(صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب مالقی النبی ﷺ واصحابہ من المشرکین بمکۃ حدیث 3856)

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا تم ہمارے معبودوں کے بارے میں یہ بات نہیں کہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر وہ آپؐ کے گرد جمع ہو گئے اور اس وقت کسی نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اپنے دوست کی خبر لو۔ حضرت ابوبکرؓ نکلے اور مسجد حرام پہنچے۔ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا کہ لوگ آپؐ کے گرد اکٹھے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا تم لوگوں کا برا ہو، أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَّقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (المومن:29) کیا تم محض اس لیے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلے کھلے نشان لے کر آیا ہے۔ اس پر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکرؓ کی طرف لپکے اور ان کو مارنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ آپؓ ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ اپنے بالوں کو ہاتھ لگاتے تو وہ آپ کے ہاتھ میں آ جاتے اور آپ کہتے جاتے تھے کہ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کہ اے بزرگی اور عزت والے! تُو بابرکت ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور آپؐ کی ریش مبارک کو اس زور سے کھینچا کہ آپؐ کے اکثر بال مبارک گر گئے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ آپؐ کو بچانے کیلئے کھڑے ہوئے اور وہ کہہ رہے تھے أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَّقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ (المومن:29) کیا تم محض اس لیے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ کیا تم اس شخص کو اس وجہ سے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور حضرت ابوبکرؓ رو بھی رہے تھے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر! ان کو چھوڑ دو۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان کی طرف بھیجا گیا ہوں تا کہ میں قربان ہو جاؤں۔ اس پر انہوں نے یعنی کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا۔ (السیرۃ الحلبیۃ جلد اول، صفحہ 417، باب استخفاۂ ﷺ واصحابہ فی دار الارقم بن ابی الارقم، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ لوگوں سے پوچھا کہ اے لوگو! لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین آپؓ ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: جہاں تک میری بات ہے میرے ساتھ جس نے مبارزت کی، میں نے اس سے انصاف کیا یعنی اسے مار گرایا مگر سب سے بہادر ابوبکرؓ ہیں۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بدر کے دن خیمہ لگایا۔ پھر ہم نے کہا کہ کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی مشرک نہ پہنچ پائے تو اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کوئی نہ گیا مگر حضرت ابوبکرؓ اپنی تلوار کو سونتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو گئے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مشرک نہیں پہنچے گا مگر پہلے وہ حضرت ابوبکرؓ سے مقابلہ کرے گا۔ پس وہ سب سے بہادر شخص ہیں۔

حضرت علی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کی بات ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قریش نے آپؐ کو پکڑا ہوا ہے۔ کوئی آپؐ پر غصہ اتارتا۔ کوئی آپؐ کو تنگ کرتا اور وہ لوگ کہتے کہ تم نے تمام معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے۔ اللہ کی قسم! جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آتا حضرت ابوبکرؓ کسی کو مار کر بھگاتے۔ کسی کو برا بھلا کہہ کر دور کرتے اور کہتے تمہاری ہلاکت ہو، أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَّقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ (المومن:29) کیا تم محض اس لیے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پس حضرت علیؓ نے اپنی چادر ہٹائی اور اس قدر روئے کہ آپؓ کی داڑھی تر ہو گئی۔ پھر فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا آل فرعون کا مومن بہتر تھا یا حضرت ابوبکرؓ۔ غالباً حضرت علیؓ نے آل فرعون کے مومن کا ذکر اس لیے کیا کہ قرآن کریم میں یہ آیت آلِ فرعون کے اس شخص کی طرف منسوب ہے جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا اور فرعون کے دربار میں یہ کہہ رہا تھا کہ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَّقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ اس پر لوگ خاموش ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! حضرت ابوبکرؓ کی ایک گھڑی آلِ فرعون کے مومن کی زمین بھر کی نیکیوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ شخص اپنے ایمان کو چھپاتا تھا اور یہ شخص یعنی حضرت ابوبکرؓ اپنے ایمان کا اعلان کرتا تھا۔ (ابوبکر الصدیق شخصیتہ وعصرہ از دکتور علی محمد الصلابی، صفحہ 38، دفاعہ عن النبی ﷺ، دار ابن کثیر بیروت 2003ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ دعویٰ ایک حقیقت بن کر نظر آتا ہے اور ہمیں قدم قدم پر ایسے واقعات دکھائی دیتے ہیں جو آپؐ کی اس عظیم الشان محبت اور شفقت کا ثبوت ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان سے تھی۔ چنانچہ آپؐ کو خدائے واحد کا پیغام پہنچانے کیلئے سالہا سال تک ایسی تکالیف میں سے گزرنا پڑا کہ جن کی کوئی حد نہیں۔ ایک دفعہ خانہ کعبہ میں کفار نے آپؐ کے گلے میں پٹکا ڈال کر اتنا گھونٹا کہ آپؐ کی آنکھیں سرخ ہو کر باہر نکل پڑیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے سنا تو وہ دوڑے ہوئے آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تکلیف کی حالت میں دیکھ کر آپؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپؓ نے ان کفار کو ہٹاتے ہوئے کہا۔ خدا کا خوف کرو۔ کیا تم ایک شخص پر اس لئے ظلم کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے خدا میرا رب ہے۔“ (تفسیر کبیر، جلد 7، صفحہ 63-64)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”ایک دفعہ چند دشمنوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا پا کر پکڑ لیا اور آپؐ کے گلے میں پٹکا ڈال کر اسے مروڑنا شروع کیا۔ قریب تھا کہ آپؐ کی جان نکل جائے کہ اتفاق سے ابوبکرؓ آ نکلے اور انہوں نے مشکل سے چھڑایا۔ اس پر ابوبکرؓ کو اس قدر مارا پیٹا کہ وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔“ (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 257-258)

غلاموں کو آزاد کروانے کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں روایات میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ آپؓ نے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور ان سات کو آزاد کروایا جن کو اللہ کی وجہ سے تکلیف دی جاتی تھی۔ آپؓ نے حضرت بلالؓ، عامر بن فُہیرہؓ، زِنّیرہ، نَھدِیّہ اور ان کی بیٹی، بنی مُؤَمَّل کی ایک لونڈی اور ام عُبَیس کو آزاد کروایا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 247، عبداللہ بن عثمان، دار الفکر بیروت 2001ء)

حضرت بلالؓ بنو جُمَح کے غلام تھے اور امیہ بن خَلَف آپؓ کو شدید تکلیف پہنچایا کرتا تھا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد اول، صفحہ 283، ذکر بلال بن رباح دار الفکر بیروت 2003ء)

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت بلالؓ ایمان لائے تو حضرت بلالؓ کو ان کے مالکوں نے پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور ان پر سنگریزے اور گائے کی کھال ڈال دی اور کہنے لگے کہ تمہارا رب لات اور عُزّیٰ ہے۔ مگر آپؓ احد! احد! کہتے تھے۔ آپؓ کے پاس حضرت ابوبکرؓ آئے اور کہا کہ کب تک تم اس شخص کو تکلیف دیتے رہو گے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو سات اوقیہ میں خرید کر انہیں آزاد کر دیا یعنی چالیس درہم کا ایک اوقیہ ہے دو سو اسی درہم میں خریدا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! مجھے بھی اس میں شریک کر لو۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں نے اسے آزاد کر دیا ہے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 175 ”بلال بن رباح“ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) (لغات الحدیث، جلد اول، صفحہ 82، نعمانی کتب خانہ لاہور)

حضرت عامر بن فُہیرہؓ ایک سیاہ فام غلام تھے۔ آپؓ طُفَیل بن عبداللہ بن سَخْبَرہ کے غلام تھے جو کہ والدہ کی طرف سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔ حضرت عامرؓ اسلام لانے والے سابقین میں شامل تھے۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکالیف پہنچائی گئیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو خریدا اور آزاد کر دیا۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 31 عامر بن فہیرہ دار الکتب العلمیہ 2003ء)

حضرت زِنّیرہ رومی اسلام میں سبقت لے جانے والی خواتین میں سے تھیں۔ انہوں نے اسلام کے آغاز میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ مشرکین آپؓ کو اذیتیں دیتے تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ آپؓ بنو مخزوم کی لونڈی تھیں اور ابوجہل آپؓ کو اذیت دیا کرتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ آپؓ بنو عبد الدار کی لونڈی تھیں۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کی بینائی چلی گئی۔ اس پر مشرکین نے کہا کہ لات اور عُزّیٰ نے ان دونوں کے انکار کرنے کی وجہ سے زِنّیرہ کو اندھا کر دیا ہے۔ اس پر حضرت زِنّیرہ نے کہا کہ لات اور عُزّیٰ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ ان دونوں کی عبادت کون کرتا ہے، مجھے کیا اندھا کرنا تھا۔ ان کو تو خود نظر نہیں آتا۔ یہ تو آسمان سے ہے۔ اللہ کی مرضی میری نظر چلی گئی اور میرا رب میری بینائی لوٹانے پر قادر ہے۔ یہ جواب دیا کافروں کو۔ اگلے دن انہوں نے اس حالت میں صبح کی، رات سوئیں اگلے دن جب اٹھیں تو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی بینائی لوٹا دی تھی، نظر ٹھیک ہو چکی تھی۔ اس پر قریش نے کہا کہ یہ تو محمدؐ کے جادو کی وجہ سے ہوا ہے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے وہ تکالیف دیکھیں جو آپؓ کو پہنچائی جاتی تھیں تو آپؓ نے ان کو خریدا اور آزاد کر دیا۔

(اسد الغابہ، جلد 6 (النساء) ’زِنیرہ الرومیہ‘ صفحہ 127 دار الفکر بیروت 2003ء)

یہ ذکر ابھی آئندہ بھی ان شاء اللہ چلے گا۔ آزادی کے بارے میں بعض اَور واقعات ہیں۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مومنوں پر کفر کا کرنا گماں ✿ ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشاں؟

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ✿ دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کیوں نظر آتا نہیں راہِ صواب؟ ✿ پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب

کیا یہی تعلیمِ فرقاں ہے بھلا؟ ✿ کچھ تو آخر چاہیے خوفِ خدا

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

والدہ کی کفالت اور سفرِ یثرب

جب حلیمہ آپؐ کو آپؐ کی والدہ کے پاس واپس لائی تو آپؐ کی عمر کم وبیش چار سال کی تھی۔ اسکے بعد آپؐ اپنی والدہ کی کفالت میں رہے۔ جب آپؐ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو اپنے رشتہ دار بنونجار سے ملنے کی غرض سے آمنہ یثرب گئیں اور آپؐ کو بھی ساتھ لے گئیں۔ اُمّ ایمن بھی ساتھ تھی۔ ممکن ہے اس سفر میں آمنہ کو اپنے مرحوم شوہر کا مزار دیکھنے کا بھی خیال ہو۔ بہرحال وہ یثرب گئیں اور وہاں تقریباً ایک مہینہ تک قیام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ زمانہ آخر عمر تک یاد رہا۔ قریباً پچاس سال کے بعد جب آپؐ ہجرت کر کے مدینہ گئے تو آپؐ نے صحابہ کو وہ مکان بتایا جہاں آپؐ اپنی والدہ کے ساتھ ٹھہرے تھے اور وہ جگہ بتائی جہاں آپؐ مدینہ کے بچوں کے ساتھ مل کر کھیلا کرتے تھے اور وہ تالاب بھی دکھایا جہاں آپؐ نے تیرنے کی مشق کی تھی۔

والدہ کی وفات

قریباً ایک ماہ کے قیام کے بعد آمنہ واپس روانہ ہوئیں مگر اپنے شوہر کی طرح اُن کی موت بھی غریب الوطنی میں ہی مقدّر تھی چنانچہ راستہ میں ہی بیمار ہو گئیں اور مقام ابواء میں انتقال کیا اور یہیں دفن کی گئیں۔ زمانہ نبوت میں جب آپؐ ایک دفعہ اس مقام پر سے گذرے تو اپنی والدہ کی قبر پر بھی تشریف لے گئے اور اُسے دیکھ کر چشم پُرآب ہو گئے۔ صحابہ نے یہ نظارہ دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ ’’اللہ نے مجھے یہ تو اجازت دی کہ مَیں اپنی والدہ کی قبر کو دیکھوں لیکن دُعا کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ آپ کی والدہ کی مغفرت نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اسکے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کیا ہو گا اور کیا نہ ہوگا۔ لیکن اس سے صرف یہ پتہ چلتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور موقعوں پر فرمایا ہے کہ جو شخص شِرک کی حالت میں فوت ہو اُس کیلئے دُعا مانگنا دُرست نہیں ہے بلکہ اسکے معاملہ کو خُدا کے سُپرد کرنا چاہئے۔

والدہ کی وفات ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یُتْم کی پوری پوری حالت میں آ گئے اور چھوٹی عمر میں وطن سے باہر عزیز و اقرباء سے دُور ماں کی جدائی کا صدمہ ایسی حالت میں کہ باپ پہلے ہی گذر چکا ہو کوئی معمولی صدمہ نہیں، چنانچہ ان باتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر ایک گہرا اور مستقل اثر ڈالا۔ بے شک آپؐ اللہ کی طرف سے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کئے گئے مگر ظاہری اسباب کے لحاظ سے ان باتوں کا بھی آپؐ کی طبیعت پر بہت اثر ہوا اور ایک حد تک یہ انہی ابتدائی صدموں کا نتیجہ تھا کہ آپؐ کے اخلاق میں غرباء کی محبت اور مصیبت زدوں کے ساتھ ہمدردی نے ایک خاص ممتاز رنگ اختیار کیا۔ قرآن شریف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یُتْم کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

اَلَمۡ یَجِدۡكَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی...... فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ فَلَا تَقۡهَرۡ

’’یعنی کیا ہم نے تجھے یتیم پا کر پناہ نہیں دی۔ پس اب تیرا فرض ہے کہ تو بھی یتیموں کے ساتھ شفقت اور نرمی کا سلوک کرے۔‘‘

عبد المطلب کی کفالت

والدہ کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خادمہ ام ایمن کے ساتھ مکّہ پہنچے۔ یہ امّ ایمن وہی ہے جو آپؐ کے والد کی وفات پر ایک لونڈی کی حیثیت میں آپؐ کو ورثہ میں پہنچی تھی۔ بڑے ہو کر آپؐ نے اسے آزاد کر دیا تھا اور اس کے ساتھ بہت احسان کا سلوک فرماتے تھے۔ بعد میں ام ایمن کی شادی آپ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے ساتھ ہوگئی اور اس کے بطن سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔ اِمّ ایمن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تک زندہ رہی۔ بہرحال والدہ کی وفات کے بعد آپؐ امّ ایمن کے ساتھ مکّہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر آپ کو عبد المطلب نے براہ راست اپنی کفالت میں لے لیا۔ عبد المطلب آپؐ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ خانہ کعبہ کا طواف کرتے تو آپؐ کو اپنے کندھے پر بٹھا لیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کے ساتھ بہت بے تکلف ہو گئے۔ عبد المطلب کی عادت تھی کہ صحن کعبہ میں فرش بچھا کر بیٹھا کرتے تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اس فرش پر ان کے ساتھ بیٹھ سکے۔ حتیٰ کہ عبد المطلب کے اپنے لڑکے بھی ہٹ کر بیٹھتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی محبت کے جوش میں سیدھے عبد المطلب کے پاس جا بیٹھتے تھے اور وہ آپؐ کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ آپؐ کے چچا بعض اوقات آپؐ کو فرش پر بیٹھنے سے روکتے تو عبد المطلب ان کو منع کر دیتے اور کہتے کہ اسے تم کچھ نہ کہو۔

عبد المطلب کی وفات

اسی محبت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دن گذر رہے تھے کہ عبد المطلب کو بھی پیغامِ اجل آ گیا جب ان کا جنازہ اُٹھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ساتھ تھے اور روتے جاتے تھے۔ یہ تیسرا صدمہ تھا جو آپ کو بچپن میں اُٹھانا پڑا۔ اس وقت آپؐ کی عمر آٹھ سال کی تھی اور عبد المطلب کی عمر اختلاف روایات کے ساتھ اسی سال سے لے کر ایک سو چالیس سال کی تھی۔

مختلف بیویوں سے عبد المطلب کے کئی بیٹے تھے جن میں سے زیادہ معروف کے نام یہ ہیں۔ حارث، زبیر، ابو طالب، ابولہب، عبداللہ، عباس، اور حمزہ۔ ان میں ابو طالب اور عبداللہ کی ماں ایک تھی اور غالباً اسی نسبت سے عبد المطلب نے مرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب کی کفالت میں دیا اور ان کو آپؐ کا خاص خیال رکھنے کی وصیت کی۔ چنانچہ اس وقت سے آپؐ اپنے چچا ابو طالب کی کفالت میں رہنے لگے۔ قومی کاموں میں سے سقایہ اور رفادہ کا کام جو عبد المطلب کے پاس تھا وہ انہوں نے اپنے زندہ لڑکوں میں سے بڑے لڑکے زبیر کے سُپرد کیا۔ مگر چونکہ یہ کام بہت سا روپیہ چاہتا تھا اس لئے زبیر نے اپنی طاقت سے زیادہ دیکھ کر یہ دونوں کام ابو طالب کے سُپرد کر دیئے لیکن ابو طالب بھی غریب آدمی تھے اس لئے رفادہ کا کام بنونوفل کی طرف منتقل ہوگیا اور سقایہ کا کام ابو طالب نے بالآخر عباس کے سُپرد کر دیا جو نسبتاً ایک امیر آدمی تھے۔ اس موقع پر یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ عبد المطلب کی زندگی تک تو بنو ہاشم نہایت معزز ومکرم تھے اور گویا تمام قبائل قریش میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے لیکن ان کی وفات کے بعد بنو ہاشم میں سے کوئی ایسا شخص نہ نکلا جو اس اعزاز کو قائم رکھ سکے اس لیے قریش کی عام سرداری ان کے ہاتھ سے نکل گئی اور بنو ہاشم کے رقیب بنو امیہ آہستہ آہستہ بہت زور پکڑ گئے۔

ابو طالب کی کفالت

ابو طالب نے اپنے والد کی وصیت پر نہایت دیانت اور خوبی سے عمل کیا اور اپنے بچوں سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز رکھا۔ ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے تھے اور رات کے وقت بھی عموماً اپنے ساتھ ہی سلاتے تھے۔

سفرِ شام اور واقعہ بحیرا راہب

جب آپؐ کی عمر بارہ سال کی ہوئی تو ابو طالب کو ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام کا سفر پیش آ گیا۔ چونکہ سفر لمبا اور کٹھن تھا اس لیے اُنہوں نے ارادہ کیا کہ آپؐ کو مکّہ ہی میں چھوڑ جائیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب کی جدائی نہایت شاق تھی۔ چنانچہ روانگی کے وقت جوشِ محبت میں آپؐ ابو طالب سے لپٹ گئے اور رونے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر ابو طالب کا دل بھر آیا اور وُہ آپؐ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔

شام کے جنوب میں بُصریٰ ایک مشہور مقام ہے، وہاں پہنچے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ وہاں ایک عیسائی راہب رہتا تھا جس کا نام بحیرا تھا۔ جب قریش کا قافلہ اُس کی خانقاہ کے پاس پہنچا تو اس راہب نے دیکھا کہ تمام پتھر اور درخت وغیرہ یکلخت سجدہ میں گِر گئے۔ اُسے معلوم تھا کہ الٰہی نوشتوں کی رُو سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اس لیے اُس نے اپنی فراست سے سمجھ لیا کہ اس قافلے میں وہی نبی موجود ہوگا۔ چنانچہ اُس نے اپنے قیافہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور اس سے ابو طالب کو اطلاع دی اور ابو طالب کو نصیحت کی کہ آپؐ کو اہلِ کتاب کے شَر سے محفوظ رکھیں۔

علمِ روایت کی رُو سے اس واقعہ کی سند کمزور ہے لیکن اگر فی الحقیقت ایسا واقعہ گذرا ہو تو کچھ تعجب بھی نہیں۔ درختوں وغیرہ کا سجدہ کرنا راہب کا ایک کشفی نظارہ سمجھا جائے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے لحاظ سے کوئی غیر معمولی بات نہیں۔

کیا اسلام مسیحیت سے متأثر ہوا ہے؟

اس جگہ یہ ذکر ضروری ہے کہ میور صاحب اور بعض دوسرے غیر مسلم مؤرخین نے بحیرا راہب کے واقعہ اور اسی قسم کے دوسرے واقعات سے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سے پہلے کسی عیسائی سے ملنا بیان ہوا ہے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ مسیحیت سے متاثر ہو کر کیا تھا اور آپؐ کی تعلیم اسی اثر کا نتیجہ تھی۔ مگر یہ خیال بالکل غلط اور خلافِ واقعہ ہے اور جس شخص کو آپؐ کی تعلیم اور سوانح کا تھوڑا بہت بھی مطالعہ ہے اور تعصب نے اُس کی آنکھ پر پَردہ نہیں ڈال رکھا وہ اس اعتراض سے کبھی دھوکا نہیں کھا سکتا۔ بے شک یہ دُرست ہے کہ ہر ذی عقل انسان اپنی استعداد کے مطابق اپنے ماحول کا مطالعہ کرتا ہے اور ماحول کے حسن و قبح کے نتیجہ میں اچھے یا بُرے تاثرات کا قائم ہونا بھی ایک فطری امر ہے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی عیسائی کے ساتھ بعثت سے پہلے ملے ہوں گے اور آپؐ کو عیسائیت کی تعلیم کے سُننے کا موقع میسر آیا ہوگا تو طبعاً آپ کے دل میں اس کے اچھے اور بُرے حصوں کے متعلق تاثرات بھی پیدا ہوئے ہوں گے مگر یہ خیال قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے کہ آپ کی نبوت اور تعلیم ان تاثرات کا نتیجہ تھی کیونکہ اوّل تو بعثت سے پہلے آپ کا کسی عیسائی سے ایسے حالات میں ملنا ثابت نہیں کہ جس کے متعلق یہ سمجھا جاسکے کہ اُس نے آپؐ کی طبیعت پر کوئی گہرا اور مستقل اثر چھوڑا ہو لیکن اگر بالفرض اس قسم کا کوئی اثر تھا بھی تو یقیناً وہ کوئی اچھا اثر نہیں تھا کیونکہ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے کہ آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم میں عیسائیت کے اکثر اصولی مسائل سے شدید اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً موجودالوقت عیسائی مذہب کی بنیاد زیادہ تر اُلوہیتِ مسیح، تثلیث اور کفّارہ کے عقائد پر ہے۔ مگر ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ قرآن شریف میں اِن تینوں مسائل کے خلاف نہایت سختی سے اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مسیح کی مزعومہ خدائی اور اِبنیت کے متعلق یہاں تک الفاظ آتے ہیں کہ یہ ایسا عقیدہ ہے کہ قریب ہے کہ اس سے زمین و آسمان پھٹ جائیں۔ اندریں حالات اسلام کی تعلیم کو عیسائیت کی طرف منسوب کرنا ایک مجنونانہ کوشش سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

باقی رہا یہ امر کہ قرآن شریف میں حضرت مسیح ناصری کی تعریف کی گئی ہے سو اس سے بھی مندرجہ بالا اعتراض کی تائید میں کوئی دلیل قائم نہیں ہوتی۔ کیونکہ اوّل تو حضرت مسیح کی جو تعریف کی گئی ہے وہ بطور ایک نبی کے ہے نہ کہ بطور ابن اللہ یا خدا ہونے کے جو عیسائی مذہب کا دعویٰ ہے۔ دوسرے یہ تعریف حضرت مسیح کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن شریف نے سارے گذشتہ انبیاء کی تعریف کی ہے اور انہیں نہایت بزرگ اور قابلِ احترام ہستیاں قرار دیا ہے بلکہ قرآن شریف نے بڑے زور کے ساتھ اس اصول کو پیش کیا ہے کہ دُنیا کی ساری قوموں میں خدا کے رسول گذرے ہیں۔ اور اس طرح اُس نے مسلمانوں کے دلوں میں تمام اقوامِ عالم کے بزرگوں کی عزّت قائم کر دی ہے مگر یہ ایک بیّن حقیقت ہے کہ حضرت مسیح کی خدائیت اور عیسائی مذہب کے دوسرے اصولی عقائد کو اسلام نے نہایت سختی کے ساتھ ردّ کیا ہے اور حضرت مسیح کو ایک انسان رسُول سے زیادہ حیثیت نہیں دی جو اپنی زندگی کے دن گذار کر دوسرے رسُولوں کی طرح وفات پا گئے پس مسیحی مذہب سے متاثر ہونے کا اعتراض بالکل غلط اور باطل ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ مسیحی مذہب کی بعض دینی اور اخلاقی تعلیمات اسلام میں بھی پائی جاتی ہیں جس سے یہ خیال ہوسکتا ہے کہ اسلام نے اِن تعلیمات کو مسیحیت سے اخذ کیا ہے تو یہ بھی ایک فضول اعتراض ہوگا کیونکہ اوّل تو جب کہ اسلام اور موجودالوقت مسیحیت کی بہت سی اصولی تعلیمات ایک دوسرے سے بالکل جُدا ہیں تو کِسی ضمنی حِصّہ میں ان دو تعلیموں کا آپس میں متشابہ ہونا ہرگز اس بات کی دلیل نہیں سمجھا جاسکتا کہ ایک تعلیم دُوسرے سے ماخوذ ہے۔ دوسرے جب کہ اسلام حضرت مسیح کو خُدا کا ایک برگزیدہ رسُول قرار دیتا ہے اور خود بھی خُدا کی طرف سے ہونے کا مدعی ہے تو یہ لازمی تھا کہ بوجہ ایک ہی منبع سے نکلی ہوئی چیزیں ہونے کے اسلام اور مسیحیت کی بعض تعلیمیں ایک دوسرے کے متشابہ ہوتیں کیونکہ بہرحال ہدایت کے اصول ہر زمانہ اور ہر قوم کیلئے ایک ہی ہیں۔ تیسرے قرآن شریف خود اس بات کا مدعی ہے کہ اس نے سب گذشتہ تعلیموں کی دائمی صداقتوں کو اپنے اندر جمع کر لیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے فِیۡهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ یعنی قرآن کے اندر تمام گذشتہ صُحف کی پختہ اور مستقل باتیں جمع کر دی گئی ہیں۔ پس اس جہت سے بھی مسیحیت کی کوئی خصوصیّت ثابت نہیں ہوتی۔

اس جگہ یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ قرآن شریف نے اپنے اس خاصہ کو کہ اس میں گذشتہ تعلیمات کی سب دائمی صداقتیں اور پختہ اور مستقل باتیں شامل کر دی گئی ہیں ایک کمال کے رنگ میں پیش کیا ہے اور اس پہلو سے اسے گویا ایک شہد کی مکھی سے تشبیہ دی ہے جو ہر قسم کے پھل اور پھول سے اُس کا جوہر لے کر باریک در باریک کیمیائی

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(روایت 447 بقیہ)

ہاتھ دھونا وغیرہ

کھانے سے پہلے عموماً اور بعد میں ضرور ہاتھ دھویا کرتے تھے اور سردیوں میں اکثر گرم پانی استعمال فرماتے۔ صابن بہت ہی کم برتتے تھے۔ کپڑے یا تولیہ سے ہاتھ پونچھا کرتے تھے۔ بعض ملانوں کی طرح داڑھی سے چکنے ہاتھ پونچھنے کی عادت ہرگز نہ تھی۔ کلی بھی کھانا کے بعد فرماتے تھے اور خلال بھی ضرور رکھتے تھے جو اکثر کھانے کے بعد کیا کرتے تھے۔

رمضان کی سحری کیلئے آپ کیلئے سالن یا مرغی کی ایک ران اور فرنی عام طور پر ہوا کرتے تھے اور سادہ روٹی کے بجائے ایک پراٹھا ہوا کرتا تھا۔ اگرچہ آپ اس میں سے تھوڑا سا ہی کھاتے تھے۔

کھانے میں مجاہدہ

اس جگہ یہ بھی ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اوائل عمر میں گوشہ تنہائی میں بہت بہت مجاہدات کئے ہیں اور ایک موقعہ پر متواتر چھ ماہ کے روزے منشاء الٰہی سے رکھے اور خوراک آپکی صرف نصف روٹی یا کم روزہ افطار کرنے کے بعد ہوتی تھی اور سحری بھی نہ کھاتے تھے اور گھر سے جو کھانا آتا وہ چھپا کر کسی مسکین کو دیدیا کرتے تھے تاکہ گھر والوں کو معلوم نہ ہو مگر اپنی جماعت کیلئے عام طور پر آپ نے ایسے مجاہدے پسند نہیں فرمائے بلکہ اسکی جگہ تبلیغی اور قلمی خدمات کو مخالفانِ اسلام کے برخلاف اس زمانہ کا جہاد قرار دیا۔ پس ایسے شخص کی نسبت یہ خیال کرنا کہ وہ دنیاوی لذتوں کا خواہش مند ہے سراسر ظلم نہیں تو کیا ہے؟

لنگر خانہ میں آپ کے زمانہ میں زیادہ تر دال اور خاص مہمانوں کیلئے گوشت پکا کرتا تھا مگر جلسوں یا عیدین کے موقعہ پر جب کبھی آپ کے بچوں کا عقیقہ یا کوئی اور خوشی کا موقعہ ہو تو آپ عام طور پر اس دن گوشت یا پلاؤ یا زردہ کا حکم دے دیا کرتے تھے کہ غربا کو بھی اس میں شریک ہونے کا موقع ملے۔

الہام

کھانا کھلانے کی بابت آپ کو ایک الہامی حکم ہے۔ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ (تذکرہ، صفحہ 631، مطبوعہ 2004ء) یعنی اے نبی بھوکے اور سوال کرنے والے کو کھلاؤ۔

ادویات

آپ خاندانی طبیب تھے۔ آپ کے والد ماجد اس علاقہ میں نامی گرامی طبیب گزر چکے ہیں اور آپ نے بھی طب سبقاً سبقاً پڑھی ہے مگر باقاعدہ مطب نہیں کیا۔ کچھ تو خود بیمار رہنے کی وجہ سے اور کچھ چونکہ لوگ علاج پوچھنے آجاتے تھے آپ اکثر مفید اور مشہور ادویہ اپنے گھر میں موجود رکھتے تھے نہ صرف یونانی بلکہ انگریزی بھی اور آخر میں تو آپکی ادویات کی الماری میں زیادہ تر انگریزی ادویہ ہی رہتی تھیں۔ مفصل ذکر طبابت کے نیچے آئے گا۔ یہاں اتنا ذکر کر دینا ضروری ہے کہ آپ کئی قسم کی مقوی دماغ ادویات کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً کوکا۔ کولا۔ مچھلی کے تیل کا مرکب۔ ایسٹن سیرپ۔ کونین۔ فولاد وغیرہ اور خواہ کیسی ہی تلخ یا بدمزہ دوا ہو آپ اس کو بے تکلف پی لیا کرتے۔

سر کے دورے اور سردی کی تکلیف کیلئے سب سے زیادہ آپ مشک یا عنبر استعمال فرمایا کرتے تھے اور ہمیشہ نہایت اعلیٰ قسم کا منگوایا کرتے تھے۔ یہ مشک خریدنے کی ڈیوٹی آخری ایام میں حکیم محمد حسین صاحب لاہوری موجد مفرح عنبری کے سپرد تھی۔ عنبر اور مشک دونوں مدت تک سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کی معرفت بھی آتے رہے۔ مشک کی تو آپ کو اس قدر ضرورت رہتی کہ بعض اوقات سامنے رومال میں باندھ رکھتے تھے کہ جس وقت ضرورت ہوئی فوراً نکال لیا۔"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب کا ارادہ اس مضمون کو مکمل کرنے کا تھا مگر افسوس کہ نامکمل رہا اور اس کے باقی حصص ابھی تک لکھے نہیں گئے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے اس مضمون میں کہیں کہیں کسی قدر لفظی تبدیلی کر دی ہے۔

(448) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی عبداللہ صاحب سنوری مرحوم بیان فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن شریف سے فال لینے سے منع فرمایا ہے۔

(449) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی عبداللہ صاحب سنوری مرحوم بیان فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے قرضہ سے نجات پانے کیلئے یہ دُعا سکھائی تھی کہ پانچوں فرض نمازوں کے بعد التزام کے ساتھ گیارہ دفعہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھنا چاہیے اور میں نے اس کو بارہا آزمایا ہے اور بالکل درست پایا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس قسم کی باتیں بطور منتر جنتر کے نہیں ہوتیں کہ کوئی شخص خواہ کچھ کرتا رہے وہ محض اس وظیفہ کے ذریعہ سے قرض سے نجات حاصل کر سکتا ہے بلکہ خدا کے پیدا کردہ اسباب کی رعایت نہایت ضروری ہے اور ان معاملات میں اس قسم کی دعاؤں کا صرف یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ اگر دوسرے حالات موافق ہوں تو ایسی دعا خدا کے رحم کو اپنی طرف کھینچنے کا موجب ہوتی ہے۔ نیز اس دعا کے الفاظ بھی ایسے ہیں کہ وہ اس قسم کے معاملات میں خدا کے رحم کو ابھارنے والے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(450) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ مسجد مبارک میں حقیقۃ الوحی کے عربی استفتاء کا پروف دیکھتے وقت مولوی محمد احسن صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ فلاں لفظ تو صحیح ہے مگر حضور نے اس پر نشان لگایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے تو کوئی نشان نہیں لگایا اور مولوی صاحب کے عرض کرنے پر کہ پھر یہ نشان کس نے لگایا ہے حضرت صاحب نے فرمایا کہ شائد میر مہدی حسین صاحب نے لگایا ہوگا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میر صاحب کو کیا حق تھا؟ حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ان کو بھی ایک حق ہے جسے دخل بے جا کہتے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کے آخری ایام میں میر مہدی حسین صاحب حضرت صاحب کے کتب خانہ کے مہتمم ہوتے تھے اور حضرت صاحب کے دیکھنے کے بعد کبھی کبھی اپنے شوق سے کاپی اور پروف وغیرہ دیکھ لیا کرتے تھے اور ان کی عادت میں چونکہ کسی قدر وہم ہے بعض اوقات اپنے خیال میں کسی لفظ کو سہو کاتب سمجھ کر اپنی رائے سے درست کرنا چاہتے تھے۔

(451) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا کہ نماز میں آپ نے ناک پر دائیاں ہاتھ پھیر کر کھجلی کی۔ اسی طرح دوسری دفعہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے پاؤں کی کھجلی دائیں پاؤں سے رفع فرمائی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح یا سیرت کے لحاظ سے اس روایت میں کوئی بات خاص طور پر قابل ذکر نہیں ہے لیکن میں نے اس وجہ سے درج کر دیا ہے کہ تا یہ پتہ لگے کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ اپنے آقا کی حرکات وسکنات کا باریک مطالعہ رکھتے تھے۔ دراصل یہ بات صرف غیر معمولی محبت سے حاصل ہوسکتی ہے کہ اس قدر جزئی باتیں محسوس طور پر نظر میں آکر ذہن میں محفوظ رہ جائیں۔ اس قسم کی روایات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق میرے پاس بہت پہنچی ہیں جن کے اندر آپ کی سیرت وسوانح کے متعلق کوئی خاص مواد نہیں ہے لیکن ان سے آپ کے صحابہ کی اس غیر معمولی محبت کا پتہ لگتا ہے جو ان کو آپ کی ذات سے تھی مگر میں نے بخوف طوالت عموماً ایسی روایات کو درج نہیں کیا۔

(452) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ سیر کے وقت میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بخاری میں حضرت ابوہریرہ کی ایک روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دو برتن علم کے دیئے ہیں ایک کو تو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا ہے اور اگر دوسرا ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹا جاوے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بعض باتیں بعض صحابہ سے مخفی رکھتے تھے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا اگر یہی مطلب ہے تو چاہیے تھا کہ اس طرح کی خاص باتیں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ وغیرہ خاص خاص صحابہ کو بتلائی جاتیں نہ کہ صرف ابوہریرہ کو۔ پھر فرمایا کہ بعض اوقات انسان کو کوئی بات بتلائی جاتی ہے تو وہ اس کو اپنی سمجھ کے مطابق بڑی عظمت اور اہمیت دے کر خود بتلانا نہیں چاہتا۔

(453) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ مولوی رحیم بخش صاحب ساکن تلونڈی جھنگلاں نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ میں قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا حضرت صاحب نے فرمایا کہ چلو ذرا سیر کر آئیں۔ چنانچہ حضرت صاحب بڑے بازار میں سے ہوتے ہوئے اس طرف تشریف لے گئے جہاں اب ہائی سکول ہے۔ جب سیر کرتے کرتے واپس شہر کو آئے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے يُنْجِيْكَ مِنَ الْغَمِّ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا اور آپ نے فرمایا کہ ہمیں خدا کے فضل سے غم تو کوئی نہیں ہے شائد آئندہ کوئی غم پیش آئے۔ جب مکان پر آئے تو ایک شخص امرتسر سے یہ خبر لایا کہ آپ کا وہ نگینہ جو اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ لکھنے کے واسطے حکیم محمد شریف صاحب کے پاس امرتسر بھیجا ہوا تھا وہ گم ہوگیا ہے اور نیز ایک ورق براہین احمدیہ کا لایا جو بہت خراب تھا اور پڑھا نہیں جاتا تھا۔ یہ معلوم کر کے آپ کو بہت تشویش ہوئی اور فرمایا کہ حکیم محمد شریف ہمارا دوست ہے اور اس کو دل کی بیماری ہے نگینہ گم ہوجانے سے اسے بہت تشویش ہوئی ہوگی اور اندیشہ ہے کہ اس کی بیماری زیادہ نہ ہو جاوے اور کتاب کے ورق کے متعلق فرمایا کہ بہت ردی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب بالکل خراب چھپتی ہے۔ اس طرح لوگ اسے نہیں پڑھیں گے اور ہمارے پاس پیسے بھی نہیں ہیں کہ دوبارہ اچھی کر کے چھپوائیں۔ المختصر حضرت صاحب اسی وقت بٹالہ کی طرف پا پیادہ روانہ ہو گئے اور میں اور دو اور آدمی جو اس وقت موجود تھے ساتھ ہو لئے۔ جب ہم دیوانیوال کے تکیہ پر پہنچے تو حضورؑ نے فرمایا کہ نماز پڑھ لیں اور حضور نے خاکسار کو فرمایا کہ رحیم بخش تو نماز پڑھا۔ چنانچہ میں نے ظہر اور عصر کی نماز جمع کرائی جس کے بعد ہمارے ساتھی تو علیحدہ ہو گئے اور حضرت صاحب اور یہ خاکسار بٹالہ سے گاڑی میں سوار ہو کر امرتسر پہنچے۔ جب حکیم صاحب کے مکان پر پہنچے تو حکیم صاحب نے بہت خوش ہو کر کہا کہ یہ آپ کا نگینہ گم ہو گیا تھا مگر ابھی مل گیا ہے اور جب مطبع میں جا کر کتاب دیکھی تو وہ اچھی چھپ رہی تھی جس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو پہلے سے بشارت دے دی تھی کہ ہم تجھے غم سے نجات دیں گے سو وہ یہی غم تھا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا رحیم بخش چلو رام باغ کی سیر کر آئیں۔ شہر سے باہر سیر کرتے کرتے خاکسار نے عرض کیا مرزا جی جو ولی ہوتے ہیں کیا وہ بھی باغوں کی سیر کیا کرتے ہیں؟ وہ تو عبادت الٰہی میں رات دن گذارتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ باغ کی سیر منع نہیں ہے پھر ایک قصہ سنایا کہ ایک بزرگ تھے وہ عمر بھر عبادت الٰہی کرتے رہے اور جب آخر عمر کو پہنچے تو خیال آیا کہ اپنے پیچھے کچھ نیکی چھوڑ جائیں چنانچہ ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا مگر کتاب لکھنے بیٹھے تو چونکہ دنیا کا کچھ بھی دیکھا ہوا نہیں تھا کوئی مثال نہیں دے سکتے تھے کہ کس طرح نیکی اور بدی پر جزا سزا کا ہونا وغیرہ سمجھائیں آخر ان کو دنیا میں پھر کر دنیا کو دیکھنا پڑا اور پھر انہوں نے میلے وغیرہ بھی دیکھے۔ پھر آپ نے مجھ سے مسکراتے ہوئے فرمایا رحیم بخش! ہم نے بھی براہین میں گلاب کے پھول کی مثال دی ہوئی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ واقعہ 1882ء یا 1883ء یا 1884ء کا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ براہین کی طبع کا یہی زمانہ ہے لیکن یہ بات حیرت میں ڈالتی ہے کہ اس روایت میں اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ والے نگینہ کی تیاری کا زمانہ بھی یہی بتایا گیا ہے حالانکہ حضرت صاحب کی تحریرات سے ایسا معلوم ہوتا ہے (گو اس معاملہ میں صراحت نہیں ہے) کہ جب ہمارے دادا صاحب کی وفات ہوئی اور اس سے قبل حضرت صاحب کو یہ الہام ہوا تو اسی زمانہ میں حضرت صاحب نے یہ انگوٹھی تیار کروالی تھی۔ سو یا تو اس روایت میں جو نگینہ کی تیاری کا ذکر ہے یہ کوئی دوسرا واقعہ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ نگینہ دو دفعہ تیار کرایا گیا ہے اور یا اس کی پہلی تیاری ہی بعد میں براہین احمدیہ کے زمانہ میں ہوئی ہے یعنی الہام 1876ء میں ہوا ہے۔ جبکہ دادا صاحب کی وفات ہوئی اور انگوٹھی چند سال بعد میں تیار کرائی گئی ہے۔ اور اس روایت کو تسلیم کرتے ہوئے بھی مؤخر الذکر صورت زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

پہلوں سے ملنے والی آخرین کی اِس جماعت کے افراد کا بھی فرض بنتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہ کی پیروی کرتے ہوئے جیسے صحابہ نے عبادتوں کے معیار بلند کئے ہم بھی اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں اور صرف دنیاداری میں ہی نہ ڈوبے رہیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر 2017)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان 2021 از صفحہ 1

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان 2021 از صفحہ 1

اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب کی زیر صدارت معائنہ کارکنان کی تقریب عمل میں آئی۔ نمائندہ حضور انور جونہی بستان احمد میں تشریف لائے ان کا اَھْلًا وَّسَھْلًا وَّمَرْحَبًا کے نعروں سے استقبال کیا گیا۔ آپ نے سب سے پہلے جلسہ سالانہ کے شعبہ جات کے بینر تلے کھڑے منتظمین و ناظمین و کارکنان سے ملاقات کی بعدہٗ تقریب کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو عزیز لقمان احمد تقی نے کی اور ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد نمائندہ حضور انور نے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ، دو سال کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ قادیان کا انعقاد عمل میں آرہا ہے۔ گرچہ کہ اس جلسہ میں جسمانی طور پر حاضری محدود ہوگی لیکن لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ سے پورے ملک میں جلسہ سنا اور دیکھا جائے گا۔ آپ نے شعبہ سمعی بصری کو توجہ دلائی کہ لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ سے پورے ملک میں جلسہ کو دکھانا اور سنانا چونکہ ایک اہم ذمہ داری ہے لہٰذا انہیں خصوصی توجہ کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔ آپ نے اس للّٰہی جلسہ کی اہمیت و برکات پر روشنی ڈالی۔ جلسہ سالانہ کے کام کو احسن رنگ میں سرانجام دینے کے لئے اس کے جو تین بنیادی شعبے ہیں، ان تینوں شعبوں کے تحت ڈیوٹی دینے والے کارکنان کو آپ نے ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے سبھی کارکنان کو پوری محنت اور ذمہ داری سے کام کرتے ہوئے جلسہ کی ڈیوٹی دینے اور موقع پر حاضر رہنے کی طرف توجہ دلائی اور سیکورٹی کے حوالے سے بھی بعض اہم امور کی طرف رہنمائی فرمائی نیز نماز باجماعت میں کسی قسم کی سستی اور تساہل اختیار نہ کرنے اور وقت پر باقاعدگی کے ساتھ نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ آخر پر آپ نے سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے حوالہ سے جلسہ میں تشریف لانے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی مہمان نوازی کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور ان کے ساتھ نہایت عزت و احترام کے ساتھ پیش آنے کی نصیحت فرمائی اور آخر پر تمام کارکنان کو دعاؤں پر زور دینے کی طرف توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آخر پر نمائندہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کرائی اور اس طرح معائنہ کارکنان کی یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعدہٗ آپ نے تمام قیام گاہوں کا معائنہ فرمایا اور ضروری ہدایات سے نوازا۔

مورخہ 24 دسمبر 2021 جلسہ کا پہلا دن

افتتاحی اجلاس

جلسہ سالانہ کا افتتاحی اجلاس محترم مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس سے قبل آپ نے ٹھیک دس بجے لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کرائی۔ تلاوت مکرم طارق احمد لون صاحب آف کاٹھپورہ کشمیر نے کی۔ آپ نے سورۃ الانفال کی آیات 21 تا 26 کی تلاوت کی۔ ان آیات کا ترجمہ مکرم جمال شریعت احمد صاحب نائب انچارج شعبہ نورالاسلام نے سنایا۔ تلاوت کے بعد صدر اجلاس نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سال 1891 میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس جلسہ کی بنیاد رکھی تھی اور یہ جلسہ دُنیاوی میلو کی طرح ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کے انعقاد کی غرض ایمان اور معرفت میں ترقی کرنا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: تمام مخلصین و داخلین سلسلہ بیعت پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دُنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک عارضی فائدہ ان جلسوں کا یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے۔ محترم صدر اجلاس نے فرمایا کہ یہی وہ اسلامی اخوت ہے جو امت واحدہ بنانے کے لئے نہایت اہم ہے۔ حضور انور نے جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت اختیار کرنے والوں کے جلسہ کے تئیں بعض ایمان افروز تاثرات بیان فرمائے۔ ایک تاثر صدر محترم نے گنی کناکری کے الحاج محمد وکیل یا تارا صاحب کا بیان فرمایا جو مذہبی امور کے انسپکٹر جنرل ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جلسے کے ان تین دنوں میں جس چیز نے مجھے بہت متاثر کیا وہ یہ تھی کہ احمدی احباب کی تربیت خالص اسلامی تعلیمات کے مطابق کی گئی ہے اور تمام احمدی جو اس جگہ جمع ہوئے یوں لگتا تھا کہ یہ سب اسلامی بھائی چارے کی اعلیٰ مثال ہیں۔ ایک ہی ماں کی اولاد اور ایک ہی گھر سے آرہے ہیں۔ غیر معمولی نظم و ضبط، رضاکاروں کے مسکراتے چہرے، جلسہ گاہ میں بغیر کسی کو تکلیف دیے آنا جانا، یوں لگتا تھا کہ یہ کوئی آسمانی مخلوق ہیں۔ یہ سب دیکھ کر لگ رہا تھا کہ آج اگر کوئی جماعت، اسلام کا حوالہ بن سکتی ہے تو وہ احمدیہ جماعت ہی ہے۔ کہتے ہیں مجھے دوسرے اسلامی ممالک کے علاوہ سعودی عرب میں بھی بارہا جانے کا اتفاق ہوا ہے لیکن میں علیٰ وجہ البصیرت کہہ رہا ہوں کہ مجھے اسلامی بھائی چارے سے بھرپور ایسا ماحول کہیں میسر نہیں آیا۔ مجھے یہ کہتے ہوئے ذرا بھی عار نہیں کہ تقریباً چالیس ہزار کے قریب لوگوں کو ایک جگہ اکٹھا کرنا اور پھر مسلسل اسلامی تعلیمات کا پرچار کرنا اور بغیر کسی جھگڑے اور بھگدڑ کے اللہ تعالیٰ کے رسول کی محبت میں یہ دن گزارنا احمدیہ جماعت کا ہی طرہ امتیاز ہے۔ آخر پر صدر محترم نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے لئے اس زمانہ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے جو دعائیں کی ہیں وہ پیش کرکے اپنے خطاب کو ختم کیا۔ اس کے بعد نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ترانہ کی شکل میں مکرم مرشد احمد ڈار اور ان کے ساتھیوں نے نہایت خوش الحانی سے پیش کیا۔

آج جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''سربراہان ریاست کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ حسنہ'' تھا۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر ''سیرت صحابہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ'' کے عنوان پر مکرم محمد شریف کوثر صاحب نے کی۔ یہ تقریر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان کی تھی جو مکرم محمد شریف کوثر صاحب استاذ جامعہ احمدیہ قادیان نے پڑھ کر سنائی۔ اس تقریر کے بعد بارہ بجے افتتاحی اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

نماز جمعہ

جلسہ گاہ میں نماز جمعہ کیلئے پہلی اذان 1 بجے ہوئی اور خطبہ 1:30 پر شروع ہوا۔ نماز جمعہ مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب نائب ناظر اعلیٰ نے پڑھائی اور خطبہ میں حضور انور کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ بیان فرمایا۔

پہلا دن دوسرا اجلاس

پہلے دن کے دوسرے اجلاس کی کارروائی دوپہر ٹھیک دو بجے شروع ہوئی اس اجلاس کی صدارت محترم جلال الدین نیّر صاحب صدر مجلس تحریک جدید قادیان نے فرمائی۔ مکرم مرشد احمد صاحب ڈار استاذ جامعہ احمدیہ قادیان نے سورۃ الاعراف آیات 55 تا 59 کی تلاوت کی اور ترجمہ مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب مرکزی قاضی دارالقضاء قادیان نے تفسیر صغیر سے پیش کیا۔ بعدہٗ مکرم نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰہِ صاحب نائب ناظر امور عامہ قادیان نے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منظوم کلام

نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع میرا پیغام نہ ہو

سے چند اشعار نہایت خوش الحانی کیساتھ سنائے۔

اس اجلاس میں علماء کی دو تقریریں ہوئیں۔ پہلی تقریر محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع ''ہستی باری تعالیٰ قبولیت دعا کی روشنی میں'' تھا۔

دوسری تقریر مکرم کے طارق احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے ''نئی نسل کی تربیت اور خلافت احمدیہ'' کے عنوان پر کی۔ اسکے بعد صدر اجلاس کی اجازت سے پہلے دن کا دوسرا اجلاس برخاست ہوا۔

مورخہ 25 دسمبر 2021 جلسہ کا دوسرا دن

دوسرا دن پہلا اجلاس

دوسرے دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی ٹھیک دس بجے شروع ہوئی۔ اس اجلاس کی صدارت محترم شیراز احمد صاحب نائب ناظر اعلیٰ جنوبی ہند نے کی۔ تلاوت قرآن مجید حافظ فاروق اعظم نے کی۔ انہوں نے سورۃ البقرہ کی آیات 262 تا 265 کی تلاوت کی۔ ان آیات کا ترجمہ مکرم محمد نصر غوری صاحب نائب انچارج نورالاسلام نے تفسیر صغیر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے سنایا۔ اس کے بعد نظم مکرم عبدالواسع ملکانہ صاحب نے خوش الحانی سے سنائی۔ آپ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام ''نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلی نکلا'' میں سے چند اشعار نہایت خوش الحانی سے سنائے۔ اسکے بعد اس اجلاس میں تین تقاریر علمائے کرام نے کیں۔

پہلی تقریر مکرم عطاء الٰہی احسن غوری صاحب ناظم تعمیرات نے کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع ''سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن مجید سے آپؑ کا عشق اور خدمتِ قرآن کی روشنی میں'' تھا۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا رفیق احمد بیگ صاحب ناظر بیت المال آمد نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''مالی قربانی کی اہمیت سیرت صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں'' تھا۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مقبول دعاؤں کے ایمان افروز واقعات'' تھا۔

دوسرا دن دوسرا اجلاس

دوسرے دن کے دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز محترم سیّد تنویر احمد صاحب صدر مجلس وقف جدید کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت مکرم عُمیر احمد عباس صاحب متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے کی۔ انہوں نے سورۃ الصّف کی آیات 7 تا 10 کی تلاوت کی جس کا ترجمہ مکرم قمر الحق خان صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد ایک نظم مکرم رضوان احمد صاحب استاذ جامعہ احمدیہ قادیان نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درج ذیل منظوم کلام میں سے چند اشعار نہایت خوش الحانی سے پیش کئے۔

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے

اسکے بعد مکرم مولانا منیر احمد خادم صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد جنوبی ہند نے ''جماعت احمدیہ کی ترقیات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کی روشنی میں'' کی۔

اسکے بعد جلسہ گاہ میں حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ اختتامی خطاب حاضرین کو سنایا گیا جو حضور نے جلسہ سالانہ جرمنی سے 9 / اکتوبر 2021 کو فرمایا تھا۔

مورخہ 26 دسمبر 2021 جلسہ کا تیسرا دن

تیسرا دن پہلا اجلاس

تیسرے دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند کی صدارت میں ہوا۔ تلاوتِ قرآنِ کریم مکرم حافظ سیار احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ آپ نے سورۃ النساء کی آیات 58 تا 60 کی تلاوت کی۔ ان آیات کا ترجمہ مکرم مولوی مظہر احمد وسیم صاحب نائب افسر جلسہ سالانہ قادیان نے پیش کیا۔ بعدہٗ مکرم سعید احمد ملکانہ صاحب مربی سلسلہ نے نہایت خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل منظوم کلام میں سے کچھ اشعار خوش الحانی سے سنائے۔

کیوں عجب کرتے ہو گر مَیں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

بعدازاں اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم جاوید احمد لون صاحب ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبشیری و انذاری پیشگوئیاں موجودہ زمانہ کے حوالہ سے'' تھا۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم شیراز احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''موجودہ ذرائع ابلاغ اور دعوت الی اللہ'' تھا۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب نائب ناظر اعلیٰ و ناظر نشر و اشاعت قادیان نے ''کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء کرام اور جماعتی اخبارات و رسائل کے مطالعہ کی اہمیت'' کے عنوان پر کی۔ اسکے ساتھ ہی تیسرے روز کا پہلا اجلاس ختم ہوا۔

(باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح

خاکسار کے بیٹے عزیزم محمد شارق خان سلمہ (واقف زندگی) کا نکاح عزیزہ حامدہ شازیہ خان سلمہا بنت مکرم خورشید احمد صاحب بھٹی آف مسرور آباد (چارکوٹ) ضلع راجوری، صوبہ جموں کشمیر کے ساتھ مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار روپئے حق مہر پر مورخہ 20 / نومبر 2021 کو بعد نماز عشاء مسرور آباد (چارکوٹ) میں مکرم مولوی بشارت احمد محمود بھٹی صاحب آف مسرور آباد (چارکوٹ) نے پڑھایا۔ احباب جماعت سے رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (خان محمد ذاکر خان بمیالوی، جماعت احمدیہ سہارنپور، صوبہ اتر پردیش)

انتظامی سزا پانے والے ایسے افراد جماعت جن پر ان سزاؤں کا بظاہر کوئی اثر نہیں ہوتا، ایسے لوگوں کو اس سزا کا احساس دلانے کیلئے باقی افراد جماعت کا فرض بنتا ہے کہ ان کے ساتھ مجلسوں میں نہ بیٹھیں، انہیں اپنی دعوتوں میں نہ بلائیں اور نہ انہیں اپنی خوشیوں میں شامل کریں کیونکہ جماعتی تعزیر ایک معاشرتی دباؤ کیلئے دی جاتی ہے، تاہم بیوی بچوں اور والدین کو ان کے ساتھ تعلقات رکھنے کی اس لیے اجازت دی جاتی ہے کہ وہ انہیں سمجھائیں اور نظام جماعت کا مطیع و فرمانبردار بنانے کی کوشش کریں

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 21)

سوال ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ حضور ﷺ کو زہر دینے والی عورت کے بارے میں حضور نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے اسے معاف کر دیا تھا جبکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے اسے قتل کروا دیا تھا، اس بارے میں مزید راہ نمائی کی درخواست ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 20/فروری 2020ء میں اس بارے میں مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

جواب اس مسئلہ میں علمائے حدیث میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن زیادہ مستند اور ثقہ کتب احادیث میں بیان احادیث کے مطابق یہی مسلک درست ہے کہ اس عورت کے حضور ﷺ کے قتل کی کھلی کھلی سازش کرنے کے باوجود حضور ﷺ نے اسے معاف فرما دیا تھا۔ اور باوجود اسکے کہ اس زہر کی کاٹ آخری عمر تک آپ کے گلے میں محسوس ہوتی رہی لیکن آپ ﷺ نے اپنی خاطر اس عورت کو کوئی سزا نہیں دی۔ جبکہ دنیا میں زمانہ قدیم میں بھی اور آج کے ترقی یافتہ زمانے میں بھی کسی بادشاہ یا سربراہ حکومت کے قتل کی صرف منصوبہ بندی پر موت کی سزائیں دی جاتی ہیں۔

بعض محدثین نے اس اختلاف کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے پہلے اس عورت کو کوئی سزا نہیں دی تھی لیکن جب حضرت بشر بن براءؓ کی اس زہر آلودہ گوشت کے کھانے سے وفات ہو گئی تو آپ ﷺ نے قصاص کے طور پر اس عورت کو قتل کروا دیا۔ اگر یہ توجیہ درست بھی ہو تو حضور ﷺ کی سیرت کا یہ پہلو جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا، اس واقعہ میں بھی بہت نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا ہے کہ بچے اکثر سوال کرتے ہیں کہ جب ہم اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوئے تو خدا تعالیٰ کے احکامات کی پیروی ہم پر کیوں لازم ہے؟ نیز لکھا کہ دعائے قنوت میں جو یہ فقرہ ہے کہ ''ہم چھوڑتے ہیں تیرے نافرمان کو'' تو کیا اس سے مراد نافرمان اولاد اور افراد جماعت بھی ہو سکتے ہیں؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 4/فروری 2020ء میں ان سوالات کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب اللہ تعالیٰ ایک بچہ کو اس کے والدین کی خواہش کے مطابق پیدا کرتا ہے۔ پھر والدین کو نصیحت کرتا ہے کہ اولاد کے نیک اور صالح ہونے کیلئے دعا کرو اور اس غرض کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دعا بھی سکھائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دے کر اسے سوچنے کیلئے ذہن اور زندگی گزارنے کیلئے مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ پھر اسے اچھے اور بُرے کی پہچان کروا کر آزاد چھوڑ دیا اور اسے کہا کہ اگر اس دنیا کی عارضی زندگی میں اچھے کام کرو گے تو آخرت کی دائمی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے مختلف قسم کے انعامات کے وارث قرار پاؤ گے لیکن اگر بُرے کام کرو گے تو شیطان کے قبضے میں چلے جاؤ گے جس کی وجہ سے ایک تو قسما قسم کے ان انعامات سے محروم رہو گے اور دوسرا شیطان کے نقش قدم پر چلنے کی وجہ سے جن روحانی بیماریوں کا شکار ہو گے ان کے علاج کیلئے اخروی زندگی کی جہنم میں جو کہ وہاں کا ہسپتال ہے طرح طرح کے تکلیف دہ علاجوں سے گزرنا پڑے گا۔ قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ اور شیطان کے جس مکالمہ کو ہمارے لیے بیان کیا ہے اس میں بھی یہی مضمون ہے کہ جب شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں انسانوں کو تیری راہ سے بہکاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے تیری بات ہرگز نہیں مانیں گے اور میں اپنے ان بندوں کو جنت جیسے انعامات سے نوازوں گا اور جو تیری بات مانیں گے تو میں ان سے جہنم کو بھروں گا۔

پس اب یہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ خود سوچے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کر کے اس کے انعامات کا وارث بننا ہے یا شیطان کی راہ اختیار کر کے جہنم کی سزاؤں کا حقدار بننا ہے۔

جہاں تک دعائے قنوت کے فقرہ کا تعلق ہے تو اس سے مراد وہ فاسق و فاجر کفار ہیں جنہوں نے منافقت اور دھوکے کے ساتھ مسلمانوں کا قتل و غارت کیا اور انہیں طرح طرح کے نقصان پہنچائے۔ چنانچہ بئر معونہ اور رجیع جیسے واقعات کے بعد ہی حضور ﷺ نے قنوت فرمایا۔ پس والدین کی نافرمان اولاد یا نظام جماعت سے انتظامی سزا پانے والے افراد جماعت اس سے مراد نہیں ہو سکتے۔

البتہ انتظامی سزا پانے والے ایسے افراد جماعت جن پر ان سزاؤں کا بظاہر کوئی اثر نہیں ہوتا، ان کی جھوٹی اناؤں نے انہیں اپنے قبضے میں لیا ہوتا ہے اور وہ بھول جاتے ہیں کہ نظام جماعت کی اطاعت کرنی ہے، ایسے لوگوں کو اس سزا کا احساس دلانے کیلئے باقی افراد جماعت کا فرض بنتا ہے کہ ان کے ساتھ مجلسوں میں نہ بیٹھیں، انہیں اپنی دعوتوں میں نہ بلائیں اور نہ انہیں اپنی خوشیوں میں شامل کریں کیونکہ جماعتی تعزیر ایک معاشرتی دباؤ کیلئے دی جاتی ہے۔ تاہم بیوی بچوں اور والدین کو ان کے ساتھ تعلقات رکھنے کی اس لیے اجازت دی جاتی ہے کہ وہ انہیں سمجھائیں اور نظام جماعت کا مطیع و فرمانبردار اور صحت مند فرد بنانے کی کوشش کریں۔

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ کیا کسی کی موت کا انجام اسکے مذہبی عقائد پر منحصر ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 4/فروری 2020ء میں اس مسئلہ کے بارے میں درج ذیل ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب اللہ تعالیٰ انبیاء کو اس لیے مبعوث کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور لوگ اس دنیا کی عارضی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق گزار کر اخروی زندگی کے دائمی انعامات کے وارث بنیں اور شیطانی راستوں کو ترک کر کے اخروی عذاب سے بچیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اسکے نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔

لیکن کسی کے جنت یا دوزخ میں جانے کے فیصلہ کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کیونکہ وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ اور وہ فرماتا ہے کہ میں شرک کے سوا تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں۔ پس کسی عام انسان کو اختیار نہیں کہ وہ دوسروں کے جنت یا دوزخ میں جانے کا فتویٰ دے۔ البتہ خدا کے نبی اور فرستادے چونکہ خدا سے غیب کا علم پاتے ہیں اس لیے جب کوئی نبی یا فرستادہ کسی کے بارے میں کوئی بات کہتا ہے تو وہ بات دراصل خدا تعالیٰ کے ہی علم پر مبنی اور عین صداقت ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے مرنے والے کا ذکر خیر کیا تو آپؐ نے فرمایا اس کیلئے جنت واجب ہو گئی۔ پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے مرنے والے کی برائیوں کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا اس کیلئے جہنم واجب ہو گئی۔ اور پھر فرمایا کہ مومن لوگ زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ وہ کسی کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا بھی اجر ضرور اسے دیتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے کفر کی حالت میں محض خدا تعالیٰ کے خوش کرنے کیلئے بہت کچھ مال مساکین کو دیا تھا۔ کیا اس کا ثواب بھی مجھے ملے گا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہی صدقات ہیں جو تجھے اسلام کی طرف کھینچ لائے ہیں۔

پس کسی کی موت پر اس کے مذہبی عقائد کی بنا پر اس کیلئے جنت یا جہنم کا فیصلہ کرنا کسی عام انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے یا اسکی نیابت میں اسکے نبیوں اور فرستادوں کا ہے۔

سوال ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ جلسہ سالانہ جرمنی میں ایک تقریر میں دجال کو ایک شخص کی بجائے استعارے کے طور پر پیش کیا گیا تھا لیکن گذشتہ دنوں ایک ویڈیو میں صحیح مسلم کی ایک حدیث کا ذکر تھا جس میں دجال کو ایک مجسم انسان قرار دیا گیا ہے۔ کیا یہ حدیث Authentic ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 20/فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب دراصل آخری زمانے میں اسلام نے جن مصائب اور فتنوں سے دوچار ہونا تھا، ان میں دجال اور یاجوج ماجوج کا خاص طور پر ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں مختلف پیرایوں میں ان فتنوں کا ذکر موجود ہے اور آنحضور ﷺ نے بھی مختلف انداز میں ان فتنوں سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا ہے، جس کا ذکر کئی احادیث میں بیان ہوا ہے۔ انہیں میں سے ایک حدیث صحیح مسلم کی بھی ہے جس کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث بھی اس مضمون سے تعلق رکھنے والی دیگر احادیث کی طرح کشفی نظارہ اور استعارات پر مشتمل ہے۔ اگر اس حدیث میں بیان امور حقیقت پر مبنی ہوتے تو اس راوی کے علاوہ بھی کئی اور لوگوں نے اس حدیث میں بیان اس جساسہ اور دیو ہیکل دجال کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہوتا۔ پس کسی اور کا اس حدیث میں بیان امور کے بارے میں اپنا ظاہری مشاہدہ بیان نہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ یہ ایک کشفی نظارہ تھا۔

باقی جہاں تک دجال اور یاجوج ماجوج کی حقیقت کا تعلق ہے تو یہ ایک ہی فتنے کے مختلف مظاہر ہیں۔ دجال اس فتنے کے مذہبی پہلو کا نام ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ گروہ آخری زمانے میں لوگوں کے مذہبی عقائد اور مذہبی خیالات میں فساد پیدا کرے گا اور اس زمانے میں جو گروہ سیاسی حالات کو خراب کرے گا اور سیاسی امن و امان کو تباہ و برباد کرے گا اس کو یاجوج ماجوج کا نام دیا گیا ہے۔ اور ہر دو سے مراد مغربی عیسائی اقوام کی دنیوی طاقت اور ان کا مذہبی پہلو ہے۔

لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے ذریعہ ہمیں یہ خبر دی کہ جب دجال اور یاجوج ماجوج کے فتنے برپا ہوں گے اور اسلام کمزور ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسلام کی حفاظت کیلئے مسیح موعود کو مبعوث فرمائے گا۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس مادی طاقت نہ ہو گی لیکن مسیح موعود کی جماعت دعاؤں اور تبلیغ کے ساتھ کام کرتی چلی جائے گی۔ جس کی بدولت اللہ تعالیٰ ان فتنوں کو خود ہلاک کر دے گا۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اطفال الاحمدیہ جرمنی کی Virtual ملاقات مورخہ 29/نومبر 2020ء میں ایک طفل کے اس سوال پر کہ آج کل کے حالات کی وجہ سے غیر مسلم، مسلمانوں سے ڈرتے ہیں۔ ہم انہیں کیسے تسلی دے سکتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جواب ہم تو ہمیشہ سے ہی کوشش کر رہے ہیں، پچھلے کئی سالوں سے کوشش کر رہے ہیں۔ اسی لیے میں Peace Symposium بھی کرتا ہوں۔ تم لوگوں کو بھی کہتا ہوں کہ Peace Symposium کرو۔ Peace کے پمفلٹ تقسیم کرو۔ لوگوں کو بتاؤ کہ اسلام کی اصل تعلیم کیا ہے۔ اسلام کی اصل تعلیم تو پیار اور محبت کی تعلیم ہے۔ لوگوں کو بتاؤ گے تو ان کا ڈر دور ہو گا۔ ہماری کوشش جتنی زیادہ ہو گی اتنی لوگوں میں Awareness زیادہ پیدا ہو گی، لوگوں کو اسلام کے بارے میں صحیح حالات کا علم ہو گا۔ اس لیے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بتائیں، اپنے دوستوں کو بتائیں۔ سکول میں تمہارے دوست ہوں گے۔ ان کو بتاؤ کہ اسلام کی اصل تعلیم کیا ہے۔ اصل تعلیم تو یہ ہے کہ پیار اور محبت اور اسلام کسی قسم کی جنگ اور جہاد کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اسلام نے جہاں جنگ کی اجازت دی ہے یا جہاد کی اجازت دی ہے، وہاں جب جہاد کرنے کا پہلا حکم اترا تو اللہ میاں نے قرآن کریم میں لکھا کہ تمہیں جہاد کی اس لیے اجازت دی جا رہی ہے کہ یہ لوگ تم پہ ظلم کر رہے ہیں اور اگر ان کے ظلم کو نہیں روکو گے تو پھر نہ کوئی چرچ باقی رہے گا اور نہ کوئی یہودیوں کا Synagogue باقی رہے گا، نہ کوئی ٹیمپل

باقی رہے گا اور نہ کوئی مسجد باقی رہے گی۔ تو اسلام نے اگر جہاد کی اجازت دی ہے تو مذہب کو Secure کرنے کیلئے دی ہے، مذہب کو محفوظ کرنے کیلئے دی ہے۔ اسلام نے کہیں یہ اجازت نہیں دی کہ مذہب پھیلانے کیلئے تمہیں جہاد کرنے اور قتل کرنے کی اجازت ہے۔ اسلام تو کہتا ہے کہ اگر تم دیکھو کہ عیسائیوں کے چرچ پہ کوئی حملہ کر رہا ہے تو مسلمان کا فرض ہے کہ جائے اور عیسائیوں کے چرچ کو بچائے۔ اسلام کہتا ہے کہ اگر یہودیوں کے Synagogue پہ کوئی حملہ کر رہا ہے تو تم جاؤ اور یہودیوں کے Synagogue کو بچاؤ۔ اسلام کہتا ہے کہ ہندوؤں کے ٹیمپل پہ کوئی حملہ کر رہا ہے تو تم جاؤ اور اس کو بچاؤ اور اس طرح تم اپنی مسجد کو بھی بچاؤ۔ اسلام تو سب کی حفاظت کرتا ہے۔ اس لیے لوگوں کو یہ کھل کے بتانا پڑے گا، اپنے دوستوں کو بتاؤ کہ قرآن کریم میں یہ لکھا ہوا ہے۔ لوگوں کو یہ بتاؤ کہ یہ لوگ جو مسلمان بنے پھرتے ہیں، جو Jihadist ہیں یا جو Extremists ہیں، یہ جو شدت پسند ہیں یہ غلط باتیں پھیلا رہے ہیں یہ اسلام کی تعلیم نہیں پھیلا رہے۔ جب تم بتاؤ گے تو لوگوں کو پتہ لگ جائے گا کہ اسلام کتنا امن قائم کرنے والا اور پیار کرنے والا مذہب ہے۔ ٹھیک ہے؟

سوال اسی ملاقات میں ایک اور طفل نے عرض کیا کہ جب کوئی مسلمان فوت ہوتا ہے تو ہم انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہیں۔ اگر کوئی غیر مسلم فوت ہو تو کیا ہم اس کیلئے بھی یہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کے جواب میں فرمایا:

جواب اگر ہمیں اس کا افسوس ہے۔ یا وہ تعلق والا ہے تو ظاہر ہے اسی طرح پڑھنا ہے کہ ہم سارے اللہ کے پاس ہی جانے والے ہیں۔ جانا تو سب نے اللہ کے حضور ہی ہے۔ آگے اللہ نے ان سے کیسا سلوک کرنا ہے یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی غیر مسلم بھی ہو لیکن اس کی کوئی نیکی اللہ کو پسند آجائے تو اس کو اللہ تعالیٰ بخشنے کا سامان کردے۔ یا جو بھی اس سے سلوک کرنا ہے وہ کرے۔ انا للہ اس لیے پڑھا جاتا ہے کہ اگر کوئی بھی نقصان ہو تو اس کا مداوا کرنا، اس کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ تو ہم یہ پڑھتے ہیں کہ ہم اللہ کیلئے ہیں اور اسی کی طرف ہر نقصان پہ اور ہر معاملے میں رجوع کرتے ہیں۔ اگر ہمارا کوئی دوست ہے یا ہمارا کوئی ایسا ہمدرد ہے جس نے ہمارے ساتھ نیکی کی ہو اس پہ اگر ہم یہ دعا دے دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی اللہ کے پاس گیا اور ہم نے بھی اللہ کے پاس جانا ہے۔ اسکی وجہ سے ہمیں جو نقصان ہوا وہ اللہ تعالیٰ پورا کرے اور اسکی کسی بھی حرکت یا بات پہ کوئی نیک سلوک ہوسکتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ اس سے کردے۔ اصل چیز تو یہ ہے کہ انا للہ اس لیے پڑھی جاتی ہے کہ ہم اللہ سے یہ مانگتے ہیں کہ ہمارا نقصان پورا ہو جائے۔ اسکے مرنے سے ہمیں جو افسوس ہے، ہمارا صدمہ ہے وہ اللہ تعالیٰ دور فرمائے کیونکہ ہم اللہ کیلئے ہیں اور ہر معاملے میں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کوئی بھی نقصان ہو۔ جان کا نقصان ہو یا مال کا نقصان ہو یا کسی بھی قسم کا نقصان ہو۔ کسی کے مرنے پہ ضروری نہیں ہے۔ کسی کو کوئی مالی نقصان بھی ہو۔ تمہارے پیسے ضائع ہو جائیں تب بھی تم انا للہ پڑھتے ہو۔ اس لیے کہ ہم نے ہر معاملے میں اللہ کی طرف ہی جانا ہے۔ کسی پر انحصار نہیں کرنا۔ تو اس لیے انا للہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جس کو تم جانتے ہو اور وہ تمہارا قریبی ہے اور اس سے تمہیں فائدہ بھی پہنچتا ہے اسکے فوت ہونے سے تم اگر انا للہ پڑھ لو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ویسے بھی ہر ایک کیلئے اللہ تعالیٰ سے رحم مانگ لینا چاہیے، سوائے اسکے کہ وہ مشرک ہو۔ مشرک یعنی شرک کرنے والا جو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ پر شرک کرتا ہے اس کیلئے دعا نہیں کرنی۔ باقی جو مذہب کو مانتے ہیں ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے رحم کی دعا بھی کی جاسکتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال اسی Virtual ملاقات مورخہ 29 نومبر 2020ء میں ایک اور طفل نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ جب ہماری تقدیر لکھ دیتا ہے تو پھر ہم دعا کیوں کرتے ہیں، ہمیں دعا کی کیا ضرورت ہوتی ہے؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جواب بعض تقدیریں ایسی ہیں جو ٹل نہیں سکتیں اور بعض تقدیریں ایسی ہیں جو ٹل جاتی ہیں۔ اس لیے ہم دعا کرتے ہیں۔ مثلاً موت ہے۔ ہر ایک نے مرنا ہے، یہ تو ثابت شدہ ہے۔ کوئی انسان ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ لیکن ایک شخص بیمار ہوتا ہے۔ اور ایسی حالت میں وہ پہنچ جاتا ہے جہاں ڈاکٹر جواب دے دیتے ہیں کہ مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن ہم دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دعا قبول کر لیتا ہے اور اس کو اس موت کے منہ سے واپس لے آتا ہے، زندہ کر دیتا ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی تقدیر ہے جو دعا سے ٹل گئی۔ Ultimately اس نے ایک لمبی عمر ستر سال، اسی سال، نوے سال پا کے مرنا ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے

سو سال بھی کوئی زندہ رہے گا آخر کو مرنا ہی ہے۔ لیکن ایک ایسی عمر ہے مثلاً جوانی میں اگر کسی کی اس وقت ایسی مرنے کی حالت ہو جاتی ہے اور ہم دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ٹال دیتا اور اس کو عمر لمبی دے دیتا ہے۔ اور کئی ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ لوگ مجھے بھی دعا کے لیے لکھتے ہیں۔ میں ان کو جواب دیتا ہوں۔ اور اللہ کے فضل سے وہ دعا قبول بھی ہو جاتی ہے۔ لوگ بھی اپنی دعا کے واقعات لکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے دعا سے وہ نقصان جو ان کو ہونا تھا اس سے وہ ٹال دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہی یہ کام ہو رہا ہے۔ لیکن اگر ہم دعا نہیں کریں گے، کوشش نہیں کریں گے تو پھر جو اس تقدیر کا نتیجہ نکلنا ہے وہ نکلے گا۔ اس لیے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جو تقدیریں ٹلنے والی ہیں وہ ٹل جائیں اور ان کے بہتر نتائج پیدا ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں رکھی ہیں۔ ایک فائدے والی، ایک نقصان والی۔ اب اگر ہم اللہ تعالیٰ کی بات مان لیتے ہیں تو ہمیں فائدے والی تقدیر فائدہ دے دے گی۔ تو کوشش بھی کرتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی بات نہیں مانتے۔ اور اس کے بارے میں صحیح کام بھی نہیں کرتے اور دعا بھی نہیں کرتے تو اس تقدیر کا جو منفی پہلو ہے وہ ظاہر ہو جائے گا۔ تو دو تقدیریں ہوتی ہیں ایک ٹلنے والی تقدیر اور ایک نہ ٹلنے والی تقدیر۔ نہ ٹلنے والی تقدیر اللہ تعالیٰ کے فیصلے ہیں کہ یہ ہونا ہی ہونا ہے۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ دعا نہیں سنتا اور وہ تقدیر نہیں ٹلتی۔ اور جو ٹلنے والی تقدیر ہے اسکے بارے میں اللہ تعالیٰ دعاؤں سے، انسان کی کوشش سے اس کو ٹال دیتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تم دعا کرو تو تمہارا میرے سے تعلق بھی پیدا ہوگا، تمہارا مجھ پہ ایمان بھی زیادہ ہوگا اور پھر اس کے نتیجے میں تم مزید ایمان میں اور روحانیت میں بڑھو گے اور اس سے پھر تمہیں فائدہ ہوگا۔ ٹھیک ہے؟

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 1/اکتوبر 2021)

......☆......☆......☆......

۞ زیر تبلیغ خواتین کی تعداد میں اضافہ کرنے ۞ افریقہ میں کوئی اہم پروجیکٹ شروع کرنے ۞ نومبائعات کو نظام میں اِنٹی گریٹ کرنے اور ان سے مضبوط روابط رکھنے ۞ ناصرات کی اس رنگ میں تربیت کہ وہ بڑی ہو کر جماعت کا فعال حصہ بنیں ۞ بچیوں کو میڈیکل کی تعلیم کی طرف توجہ دلانے جیسے اہم امور کی طرف حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات ونصائح

بچیوں اور ان کی ماؤں کی کاؤنسلنگ کی جائے کہ
اگر کوئی نیک شریف لڑکا ہے تو ایسے رشتہ پر غور کرنا چاہئے اور صرف پڑھائی کے معیار پر نظر نہ ہو

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے آن لائن ملاقات اور حضور کی زرّیں نصائح

مورخہ 27/مارچ 2021ء کو مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کو اپنے محبوب امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے Virtual ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ یہ ملاقات فرنکفرٹ میں واقع جماعت کے مرکزی دفاتر بیت السبوح کے ایک ہال میں دوپہر ایک بجکر پندرہ منٹ پر ہوئی۔ اس ملاقات میں مجلس عاملہ کی 26 ممبرات شامل ہوئیں۔

دوپہر ایک بجکر پندرہ منٹ پہ جونہی ٹی وی سکرین پر پیارے آقا کا نورانی اور متبسم چہرہ نمودار ہوا آپ نے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے پیارے تحفہ سے نوازا۔ عاملہ ممبرات نے جواب میں کھڑے ہو کر باآواز بلند وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کیا۔ حضور انور نے سب کو بیٹھ جانے کا ارشاد فرمایا اور دُعا کروانے کے بعد مکرمہ صدر صاحبہ سے استفسار فرمایا کہ کیا پروگرام ہے؟ جس پر صدر صاحبہ نے بتایا کہ تمام عاملہ ممبرات حاضر ہیں سوائے جنرل سیکرٹری صاحبہ کے، جن کو اچانک کورنٹائن میں جانا پڑا ہے۔ حضور انور نے اللہ فضل فرمائے کی دُعا دینے کے بعد فرداً فرداً حاضر سیکرٹریات کے تعارف کے ساتھ ساتھ اُن کے شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور بصیرت افروز ہدایات اور نصائح فرمائیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شعبہ تبلیغ کو زیر تبلیغ خواتین کی تعداد کو بڑھانے کی ہدایت کی اور خدمت خلق کے شعبہ میں افریقہ میں کوئی اہم پروجیکٹ شروع کرنے کی جانب توجہ مبذول کروائی۔ شعبہ تربیت برائے نومبائعات کو ہدایات دیں کہ نومبائعات کو نظام میں integrate کریں، اُن سے مضبوط روابط رکھیں اور اُن کے لئے شعبہ تربیت کے ساتھ مل کر پروگرامز مرتب کریں۔ شعبہ تربیت کی رہنمائی فرمائی کہ لجنہ ممبرات کو متفرق Categories میں تقسیم کرنے کی ضرورت ہے اور ہر ایک کے لیول کے مطابق پروگرامز بنائے جائیں۔ شعبہ ناصرات میں بچیوں سے ذاتی روابط رکھنے اور ان کی اس رنگ میں تربیت کرنے کی نصیحت فرمائی کہ وہ بڑی ہو کر جماعت کا فعال حصہ بنیں۔ تحریک جدید، وقف جدید اور سو مساجد کی وصولیوں پر اظہار خوشنودی فرمایا۔ رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں بھی حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رہنمائی فرمائی کہ بچیوں اور انکی ماؤں کی counselling کی جائے کہ اگر کوئی نیک شریف لڑکا ہے تو ایسے رشتہ پر غور کرنا چاہیے اور صرف پڑھائی کے معیار پر نظر نہ ہو۔ سیکرٹری شعبہ امور طالبات سے فرمایا کہ بچیوں کو میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے کی اہمیت کی طرف بھی توجہ دلائیں۔ شعبہ ضیافت میں کھانے کا مینیو دریافت فرماتے ہوئے پیارے آقا نے ازراہ شفقت اپنے حصہ کے گلاب جامن ہم ناچیز خادمات کو کھانے کا ارشاد فرمایا تو دل میں خوشی کی لہر اُٹھی، لیکن دوسرے لمحے ہی حضور انور ایدہ اللہ کا یہ جملہ کہ ''میں تو وہاں ہوں نہیں'' دلوں کو بے انتہا اُداس کر گیا۔ خدا کرے کہ کورونا کی عالمگیر وبا سے دُنیا کو جلد نجات ملے اور ہمیں اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بالمشافہ ملاقات کی توفیق ملے، آمین۔

پیارے آقا ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ پیار اور بے پناہ شفقت تھی کہ اپنے قیمتی وقت میں سے ایک گھنٹہ سے زائد وقت ہم ناچیز بندیوں کو عنایت فرمایا جو سب کیلئے خوشی، اطمینان اور انبساط کا موجب تھا۔ اور سب نے خلافت کی انمول برکتوں، بے پناہ شفقتوں سے جھولیاں بھریں اور خزانے لوٹے اور ایک لمحے کو بھی یہ گمان نہیں ہوا کہ حضور انور ہم سے بہت دور ہیں، بلکہ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمارے درمیان رونق افروز ہیں۔ الحمد للہ۔

ایک گھنٹے کی نشست پلک جھپکتے گذر گئی اور خواب کی سی کیفیت تھی۔ عاملہ ممبرات کی کیفیات بھی دیدنی تھیں۔ کچھ آنکھوں سے بہتے پانیوں سے عیاں تھیں اور کچھ مسکراہٹوں سے ظاہر تھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منشا کے مطابق اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے والی ہوں اور خلیفہ وقت کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں برکات خلافت سے فیضیاب ہونے کے مواقع آئندہ بھی عطا فرماتا رہے اور ہمیں نسلاً بعد نسلٍ خلافت سے وابستہ رکھے۔ آمین۔

(رپورٹ: لبنیٰ ثاقب مسعود، نائب جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ جرمنی)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 20/اپریل 2021)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

مالی قربانیاں کوئی معمولی چیز نہیں ہیں
ان کی بڑی اہمیت ہے۔ ایمان مضبوط کرنے اور
اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہونے کیلئے انتہائی ضروری چیز ہے۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/جنوری 2006ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

وصایا

منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10469: مَیں ناصرہ خاتون زوجہ مکرم محمد ظفر احمد حفیظ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 65 سال پیدائشی احمدی، ساکن لودھی پور ضلع شاہجہانپور صوبہ یو۔پی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7/نومبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 2 جھمکے، 1 ہار، 2 کنگن (کل زیورات 4 تولہ 22 کیریٹ) نقد 2 لاکھ روپئے، حق مہر -/1200 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر ظفر قریشی　　الامۃ: ناصرہ خاتون　　گواہ: سید فضل باری

مسل نمبر 10470: مَیں گوہر حفیظ فانی ولد مکرم عبد الحفیظ فانی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 44 سال پیدائشی احمدی، ساکن چھنی راما ڈاکخانہ جموں توی صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3/نومبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/50,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مدثر احمد وانی　　العبد: گوہر حفیظ فانی　　گواہ: محمد شبیر مبشر

مسل نمبر 10471: مَیں لبنیٰ سجاد بنت مکرم سجاد احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن اندورہ ڈاکخانہ شانگس (اننت ناگ) صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/نومبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مبارک احمد شیخ　　الامۃ: لبنیٰ سجاد　　گواہ: سلطان احمد خان

مسل نمبر 10472: مَیں زبیدہ بدر زوجہ مکرم مدثر احمد وانی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 34 سال پیدائشی احمدی، ساکن پریم نگر (جوگی گیٹ) ضلع جموں صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2/نومبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 2 ہار 4 کانٹے، کڑے 2 عدد، انگوٹھیاں 5 عدد (22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد شمیم　　الامۃ: زبیدہ بدر　　گواہ: محمد شبیر مبشر

مسل نمبر 10473: مَیں برہان سفیر خان ولد مکرم مشتاق احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، ساکن اندورہ ضلع اننت ناگ صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/نومبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مبارک احمد شیخ　　العبد: برہان سفیر خان　　گواہ: سلطان احمد خان

مسل نمبر 10474: مَیں صباح الدین دانیال ولد مکرم کریم الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ مبارک ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/اگست 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد نصر غوری　　العبد: صباح الدین دانیال　　گواہ: شمیم احمد غوری

مسل نمبر 10475: مَیں امۃ المتین باریہ بنت مکرم کریم الدین شمس صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 26 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ باب الامن ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12/اگست 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد نصر غوری　　الامۃ: امۃ المتین باریہ　　گواہ: محمد انور احمد

نماز جنازہ غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14/اکتوبر 2021ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆**مکرم منور احمد صاحب (Carshalton، یو.کے)**

11/اکتوبر 2021ء کو 85 سال کی عُمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چودھری رشید احمد صاحب مرحوم (سابق امیر جماعت چونڈہ) کے بیٹے تھے۔ پیشہ کے لحاظ سے ٹیچر تھے۔ انہیں ربوہ، سیرالیون اور نائیجیریا میں لمبا عرصہ تک احمدیہ سکولوں میں پڑھانے کی توفیق ملی۔ مرحوم انتہائی نیک، دُعا گو، نماز روزہ کے پابند، شریف النفس، منکسر المزاج، التزام کیساتھ تلاوت قُرآن کریم کرنے والے ایک مخلص بزرگ تھے۔ مرحوم امریکہ میں شہید ہونے والے احمدی ڈاکٹر محترم مظفر احمد صاحب کے بڑے بھائی تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم مولوی کے ریاض احمد صاحب
(معلم سلسلہ مالاپورم، کیرالہ، انڈیا)

3/جولائی 2021ء کو 43 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو صوبہ آندھرا اور تلنگانہ کے علاقوں میں تقریباً 19 سال خدمت کی توفیق ملی۔ اس عرصہ میں تیلگو زبان بھی سیکھ لی تھی اور حضور انور کے خطبات کے تیلگو زبان میں تراجم کیا کرتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، متحمل مزاج، ملنسار اور ہمدرد انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(2) مکرمہ نزہت آراء صاحبہ
اہلیہ مکرم ملک مبارک احمد صاحب (یو.ایس.اے)

24/ستمبر 2021ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، دعا گو، شفیق اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ لاہور میں مقامی سطح پر لجنہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرم عبد الرحمٰن صاحب
(معلم سلسلہ ضلع بیر بھوم، بنگال، انڈیا)

29/ستمبر 2021ء کو 62 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے 1978ء میں احمدیت قبول کی اور 1999 میں قادیان آگئے۔ 2000ء میں آپ کی بطور عارضی معلم پہلی تقرری ہوئی اور آپ پورے اخلاص کے ساتھ خدمت کرتے رہے۔ 2006ء میں آپ کی بنگال میں تقرری ہوئی جہاں وفات تک بڑی دیانت داری، اخلاص اور محنت کے ساتھ خدمت بجالاتے رہے۔ آپکا عرصہ خدمت 22 سال بنتا ہے۔ مرحوم اپنے گاؤں میں اکیلے احمدی تھے۔ اس وجہ سے آپ کی کئی مرتبہ شدید مخالفت بھی ہوئی لیکن آپ استقامت کے ساتھ احمدیت پر قائم رہے۔ مرحوم بہت نیک، شریف النفس، صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک باوفا خادم سلسلہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے اور اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرم فضل احمد باجوہ صاحب ابن مکرم نذیر احمد باجوہ صاحب (چونڈہ، حال ٹاؤن شپ لاہور)

7/اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند اور تہجد گزار انسان تھے۔ ٹاؤن شپ لاہور میں امور عامہ کمیٹی کے ممبر رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد لمبا عرصہ لاہور میں خدام کو فرسٹ ایڈ وغیرہ کے بنیادی اصول بھی سکھاتے رہے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(5) مکرم ماسٹر عمر حیات صاحب (یو.کے)

31/جنوری 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا تعلق شاہ پور ضلع سرگودھا سے تھا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں تعینات ہوئے اور 40 سال سروس کے بعد 2010ء میں ریٹائر ہوئے۔ آپ کو وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور ناصر ہائی اسکول ربوہ میں پڑھاتے رہے۔ آپ ایک صاحب علم اور وسیع مطالعہ رکھنے والے انسان تھے۔ آپ ایک فرض شناس اور محنتی استاد تھے۔ بڑے ہمدرد، دیندار اور خلافت کیساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک بزرگ انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ......☆......☆......

Ahmad Travels Qadian

Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

قرآن مجید کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے

(قرآن مجید کی 26 آیات پر اعتراضات کے جوابات)

محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ شمالی ہند قادیان

(قسط:10)

اعتراض آیت نمبر:2(g)

اِنَّمَا النَّسِیۡٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الۡکُفۡرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُحِلُّوۡنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوۡنَہٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوۡا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فَیُحِلُّوۡا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ ؕ زُیِّنَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ اَعۡمَالِہِمۡ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ○

(سورۃ التوبہ، سورۃ نمبر 9 آیت نمبر 37)

ترجمہ: یقیناً نسیٔ کفر میں ایک اضافہ ہے۔ اِس سے اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا گمراہ کر دیا جاتا ہے۔ کسی سال تو وہ اُسے جائز قرار دیتے ہیں اور کسی سال اُسے حرام قرار دیتے ہیں تاکہ اسکی گنتی پوری رکھیں جسے اللہ نے حُرمت والا قرار دیا ہے، تاکہ وہ اُسے جائز بنا دیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ ان کیلئے ان کے اعمال کی برائی خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

وضاحت: اسلام سے قبل عربوں میں قمری سال بارہ مہینوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ جن میں سے 4 مہینے حرمت والے مہینے کہلاتے تھے لیکن عرب لوگ ان حرمت والے مہینوں کو اپنے دنیاوی مفادات کیلئے اپنی مرضی سے آگے پیچھے کر دیتے تھے اور اسے عربی میں ''النسي'' کہا جاتا تھا تاکہ حرمت والے مہینوں میں جو چیزیں حرام ہیں جیسے لڑائی وغیرہ وہ کر سکیں اور بعد میں بعض دوسرے مہینوں کو حرمت والا مہینہ قرار دے دیتے تھے۔ قرآن مجید کی جس آیت پر معترض نے اعتراض کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ النسي، کفر میں ایک اضافہ ہے اور اس کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کیا جاتا تھا۔

اسلام نے بھی ان مہینوں کو برقرار رکھا اور ان کے نام یہ ہیں: (1) محرم (2) صفر (3) ربیع الاول (4) ربیع الثانی (5) جمادی الاول (6) جمادی الثانی (7) رجب (8) شعبان (9) رمضان (10) شوال (11) ذی القعدہ (12) ذی الحجہ۔

ان میں سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عربوں کے سابقہ طریق کے مطابق چار مہینوں کو حرمت والے مہینے قرار دیا اور انکے نام یہ ہیں: (1) ذی القعدہ (2) ذی الحجہ (3) محرم (4) رجب

(بحوالہ صحیح البخاری، کتاب التفسیر التوبہ)

ان چار مہینوں کی حرمت قائم کرنے کا مقصد یہ تھا کہ حجاج کرام امن وامان سے خانہ کعبہ تک سفر کر سکیں اور انکو کوئی خوف وخطر لاحق نہ ہو۔ ان چار مہینوں میں سے ایک مہینہ ذوالقعدہ ذوالحجہ سے قبل آتا ہے۔ اور پھر ذوالحجہ کے بعد محرم کا مہینہ بھی حُرمت والا مہینہ ہے۔ اس میں حجاج کرام مناسک حج ادا کرنے کے بعد بے خوف وخطر پُرامن ماحول میں اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں۔

قرآن کریم کی اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نسي کو کلیۃً ممنوع قرار دیا ہے اور اسے کفر اور گمراہی کے زمرے میں شامل کیا ہے۔ کیونکہ النسي کے ذریعہ حجاج کرام کو نقصان پہنچانے کا اندیشہ تھا۔ اسلام نے حجاج کرام کی سلامتی کیلئے اور ان چار مہینوں میں جزیرہ عرب اور دنیا میں امن وسکون کا ماحول برقرار رکھنے کیلئے انکی حرمت کو برقرار رکھنے اور رکھوانے کی تاکید کی ہے۔ ایسا انسان جو اس معاملے میں اپنی ضد اور انا برقرار رکھتے ہوئے ان حرمت والے مہینوں کا منکر وانکاری ہے اور اس وطیرے کو چھوڑنا نہیں چاہتا ہے اُن کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے کہ جو خود ہدایت نہیں چاہتا اللہ بھی اسے ہدایت نہیں دیتا۔

مذکورہ آیت کے آخر پر ارشاد ربانی ہے کہ ''اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔'' یعنی جو انسان خود ہدایت کا متمنی نہیں اللہ تعالیٰ اسے زبردستی ہدایت نہیں دیتا کیونکہ دین کے سلسلہ میں کوئی جبر واکراہ نہیں۔

اعتراض آیت نمبر:2(h)

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَکُمۡ ہُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَالۡکُفَّارَ اَوۡلِیَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ○

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5 آیت نمبر 58)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اُن کو جنہوں نے تمہارے دین کو تمسخر اور کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور کفار کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

وضاحت: ایک انسان جب سچے دل سے اسلام کو بطور دین اپنے لئے قبول کر لیتا ہے تو لازمی طور پر اسکے دل میں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور روز بروز وہ مضبوط اور گہری ہوتی جاتی ہے۔ اور دنیا کا یہ طریق ہے کہ کوئی بھی غیرت مند انسان یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی دوسرا شخص اسکے محبوب کی توہین اور تذلیل کرے مثلاً ایک ایسا انسان جو اپنے والدین سے محبت کرتا اور انکا احترام کرتا ہے۔ اسکی غیرت برداشت نہیں کرے گی کہ کوئی دوسرا اسکے والدین کی توہین کرے اور انہیں بُرا بھلا کہے۔ اگر توہین کرنے والا اپنی اس حرکت سے باز نہیں آئیگا تو ایک غیرت مند انسان نہ تو اس سے دوستی رکھے گا اور نہ ہی اس سے کسی قسم کی قربت رکھے گا۔

دین اسلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اسے جو چاہے قبول کرے اور جو چاہے اسکا انکار کر دے اس پر کوئی جبر واکراہ نہیں اگر کسی کی سمجھ میں دین اسلام کی تعلیمات نہیں آتیں تو اس کا حق ہے کہ وہ انکار کر دے اور ایک شریف الطبع انسان انکار کے بعد خاموشی اختیار کرے گا مگر کوئی دوسرا شخص تکذیب وتکفیر کے ساتھ ساتھ استہزا اور مذاق بھی کرے اور حضرت بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید کے ساتھ گستاخانہ سلوک کرے تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ نصیحت کی کہ تمہاری ایمانی غیرت کا تقاضا ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔

اور ایک سادہ سی مثال سے اسے یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ شرارتی اور بُری عادات رکھنے والے بچوں سے والدین اپنے بچوں کو دوستی نہ رکھنے اور اس سے دور رکھنے کی نصیحت کرتے ہیں تاکہ وہ اس کی صحبت سے بداثر قبول نہ کر لیں۔ اس آیت میں تمام اہل کتاب یا دوسرے مذاہب کے لوگوں سے دوستی بنانے سے ہرگز منع نہیں کیا گیا۔ البتہ اُن لوگوں سے روکا گیا ہے جو کہ دین اسلام کے عقائد ونظریات اور مقدسات کی توہین اور اہانت کرتے ہیں۔ لیکن یہاں دوستی نہ کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ استہزاء کرنے والوں کے خلاف اس طرح کے مظاہرے کئے جائیں جن کے ذریعہ ملک وقوم کا جانی ومالی نقصان ہو۔ اسکی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ پُرامن طریق سے اپنی بات رکھنے اور معترضین کا جواب دینے کی اجازت ہے۔

اس وضاحت کے بعد نہ تو اس پر کوئی اعتراض رہتا ہے اور نہ ہی نامعقول سوال کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

اعتراض آیت نمبر:2(j)

اِنَّکُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ ؕ اَنۡتُمۡ لَہَا وٰرِدُوۡنَ○

(سورۃ الانبیاء، سورۃ نمبر 21 آیت نمبر 99)

ترجمہ: یقیناً تم اور وہ جس کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے جہنم کا ایندھن ہو۔ تم اس میں اُترنے والے ہو۔

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض دوسرے مقامات پر فرمایا: وَ اِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ (سورۃ الفاطر، سورۃ نمبر 35 آیت نمبر 25) اور کوئی امت نہیں مگر ضرور اس میں کوئی ڈرانے والا گزرا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں کوئی نہ کوئی نذیر اور ہادی بھیجا ہے ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَّلِکُلِّ قَوۡمٍ ہَادٍ (سورۃ الرعد، سورۃ نمبر 13 آیت نمبر 8)

ترجمہ: اور ہر قوم کیلئے ایک راہنما ہوتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ

یا رسول اللہ کم الانبیاء؟ قال مائۃ الف وأربعہ و عشرون ألفًا (تفسیر القرآن العظیم للامام الجلیل اسماعیل بن کثیر 774 ھجری، تفسیر سورۃ النساء) کہ دنیا میں کتنے نبی آئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اللہ نے اس دنیا میں بھجوائے۔ اور ان کی آمد کا مقصد اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ فرمایا:

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ ہَدَی اللّٰہُ وَمِنۡہُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡہِ الضَّلٰلَۃُ ؕ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ (سورۃ النحل، سورۃ نمبر 16 آیت نمبر 37)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے ہر اُمّت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے اجتناب کرو۔ پس ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور انہی میں ایسے بھی ہیں جن پر گمراہی واجب ہو گئی۔ پس زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا تھا۔ (باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

بقیہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از صفحہ 11

رنگ میں ایک نہایت لطیف چیز تیار کر دیتی ہے جو باوجود مختلف پھلوں اور پھولوں کا جوہر ہونے کے ایک بالکل ہی نئی چیز ہوتی ہے جسے کسی خاص پھل یا پھول کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں قرآن شریف نے صرف گذشتہ صحف ہی سے اُن کی پختہ تعلیمات کو اخذ نہیں کیا بلکہ چونکہ وہ ایک دائمی شریعت کا حامل ہے اس لئے اس نے قیامت تک کی ضروریات کے پیشِ نظر بہت سی نئی باتوں کو بھی زائد کر کے ایک کامل اور اَبدی شریعت پیش کی ہے اور خدا کی طرف سے اس میں ایسے خواص ودیعت کر دیئے گئے ہیں کہ اس ظاہری عالَم کی طرح وہ قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کی دینی ضروریات کا سامان اپنے اندر مخفی رکھتا ہے جو حسبِ ضرورت ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ دراصل قرآن شریف مندرجہ ذیل تعلیمات کا مجموعہ ہے:

اوّل گذشتہ صحف کے وہ حصے جو ایک دائمی اور عالمگیر شریعت کا جزو بن سکتے تھے۔

دوم آئندہ کیلئے مختلف اقوامِ عالم کی ضروریات کے مناسبِ حال مستقل تعلیم جو حقوق العباد اور حقوق اللہ کی کامل ادائیگی اور ہر قسم کی اخلاقی اور رُوحانی ترقی کیلئے قیامت تک کیلئے ضروری تھی۔

بہرحال یہ خیال کہ قرآن شریف یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مسیحیت یا کسی اور مذہب کی تعلیم کا نتیجہ تھی، بالکل غلط اور باطل ہے اور ایسا دعویٰ وہی شخص کر سکتا ہے جو اسلامی تاریخ اور اسلامی تعلیم سے قطعاً نابلد ہے اور بالخصوص بحیرا راہب وغیرہ کی ملاقات کی طرف اسلامی تعلیمات کو منسوب کرنا تو ایک بالکل ہی مضحکہ خیز بات ہے جو کسی دانا شخص کی زبان پر نہیں آ سکتی۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 97 تا 103، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

عمرؓ تم لوگوں کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اَے اہل اسلام! بے جگری سے لڑو اور اپنے دشمنوں پر شیروں کی طرح جھپٹو، ان کی کثرت تم لوگوں کو خوفزدہ نہ کرے

جنگ یرموک میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وصحابیات اور مسلمانوں کی دادِ شجاعت کا بے نظیر نمونہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور آپؐ کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17؍ستمبر 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جنگ یرموک کب لڑی گئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جنگ یرموک 15 ہجری کو لڑی گئی۔

سوال: ہرقل نے جب یہ پوچھا کہ مسلمان تم سے زور میں، جمعیت میں، ساز وسامان میں کم ہیں پھر تم ان کا مقابلہ کیوں نہیں کر سکتے؟ تو اسکا جواب ایک بوڑھے شخص نے کیا دیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہرقل کے اس سوال پر سب نے ندامت سے سر جھکا لیا لیکن ایک تجربہ کار بڈھے نے عرض کی کہ وہ رات کو عبادت کرتے ہیں دن کو روزے رکھتے ہیں کسی پر ظلم نہیں کرتے اور ہمارا یہ حال ہے کہ شراب پیتے ہیں بدکاریاں کرتے ہیں اقرار کی پابندی نہیں کرتے اَوروں پر ظلم کرتے ہیں اس لئے ان کے کام میں جوش اور استقلال پایا جاتا ہے اور ہمارا کام ہمت اور استقلال سے خالی ہوتا ہے۔

سوال: مسلمانوں کے مقابل پر پورا زور صرف کرنے کے لئے قیصر نے کیا احکام صادر کئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قیصر نے ہر جگہ احکام بھیجے کہ تمام فوجیں اَنطاکیہ میں ایک تاریخ معین تک حاضر ہو جائیں۔ تمام اضلاع کے افسروں کو لکھ بھیجا کہ جس قدر آدمی جہاں سے مہیا ہو سکیں روانہ کیے جائیں۔ ان احکام کا پہنچنا تھا کہ فوجوں کا ایک طوفان اُمڈ آیا۔ انطاکیہ کے چاروں طرف جہاں تک نگاہ جاتی تھی فوجوں کا ٹڈی دَل پھیلا ہوا تھا۔

سوال: حضرت ابوعبیدہ نے قیصر کی اس کارروائی پر افسروں کو جمع کر کے کیا خطاب فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوعُبَیدہؓ نے فرمایا کہ مسلمانو! خدا نے ہمیشہ تم کو مظفر و منصور رکھا اب تمہارا دشمن اس ساز وسامان سے تمہارے مقابلے کیلئے چلا ہے کہ زمین کانپ اٹھی ہے۔ اب بتاؤ کیا صلاح ہے؟ اس پر حاضرین نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا۔

سوال: مشورہ کے بعد کس بات پر اتفاق رائے ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آخر یہ رائے ٹھہری کہ حِمص کو چھوڑ کر دِمشق روانہ ہوں، وہاں خالد موجود ہیں اور عرب کی سرحد قریب ہے۔

سوال: دمشق روانہ ہونے کا ارادہ جب مصمم ہو چکا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے کیا حکم جاری کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوعُبَیدہؓ نے عیسائیوں اور یہودیوں سے لیا ہوا تمام جزیہ واپس کر دیا۔ عیسائیوں پر اس واقعہ کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ روتے جاتے تھے اور جوش کے ساتھ کہتے جاتے تھے کہ خدا تم کو واپس لائے۔ یہودیوں پر اس سے بھی زیادہ اثر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ تورات کی قسم! جب تک ہم زندہ ہیں قیصر حِمص پر قبضہ نہیں کر سکتا۔

سوال: حضرت ابوعبیدہؓ نے دمشق میں کس جگہ ڈیرہ ڈالا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دوسرے دن ابوعُبَیدہؓ دمشق سے روانہ ہو گئے اور اُردن کی حدود میں یرموک پہنچ کر قیام کیا۔

سوال: دمشق روانہ ہونے کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو کیا لکھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ابوعُبَیدہؓ نے لکھا کہ رومی بحر و بر سے اُبل پڑے ہیں اور جوش کا یہ حال ہے کہ فوج جس راہ سے گزرتی ہے راہب اور خانقاہ نشین جنہوں نے کبھی خلوت سے قدم باہر نہیں نکالا وہ بھی نکل نکل کر فوج کیساتھ ہوتے جاتے ہیں۔

سوال: خط ملنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ نے مہاجرین اور انصار کو جمع کیا اور خط پڑھ کر سنایا۔ تمام صحابہ بے اختیار رو پڑے اور نہایت جوش کے ساتھ پکار کر کہا کہ امیر المومنین! خدا کیلئے ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے بھائیوں پر جا کر نثار ہو جائیں۔

سوال: حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو کیا لکھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ نے ابوعُبَیدہؓ کے نام نہایت پُر تاثیر الفاظ میں ایک خط لکھا اور قاصد سے کہا کہ خود ایک ایک صف میں جا کر یہ خط سنانا اور زبانی کہنا کہ عمر تم لوگوں کو سلام کہتا ہے اور کہتے ہیں کہ اے اہل اسلام! بے جگری سے لڑو اور اپنے دشمنوں پر شیروں کی طرح جھپٹو۔ ان کی کثرت تم لوگوں کو خوفزدہ نہ کرے۔

سوال: لڑائی کی ابتدا کس طرح ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: فوجیں بالمقابل آ گئیں تو ایک بِطْرِیق صف چیر کر نکلا اور کہا کہ میں تنہا لڑنا چاہتا ہوں۔ بِطْرِیق عیسائیوں کے مذہبی پیشواؤں کو کہتے ہیں۔ مَیْسَرہ بن مسروق نے گھوڑا بڑھایا مگر چونکہ حریف نہایت تنومند اور جوان تھا، خالد نے روکا اور قیس بن ھُبَیرہ کی طرف دیکھا۔ قیس اس طرح جھپٹ کر پہنچے کہ بِطْرِیق ہتھیار بھی نہیں سنبھال سکا اور اگلے لمحہ زمین پر تھا۔

سوال: رومیوں نے جب دیکھا کہ وہ شکست کھا رہے ہیں تو کیا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رومیوں کے سپہ سالار باہان نے سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ مال وزر کی طمع دلا کر ان کو یہاں سے ٹالا جائے۔

سوال: رومیوں کے قاصد پر اسلامی لشکر کا کیا اثر پڑا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رومیوں کا قاصد دوسرے دن ابوعُبَیدہؓ کے پاس پہنچا کہ صلح کی گفتگو کیلئے اپنا کوئی سفیر بھیجو۔ ذرا دیر بعد مغرب کی نماز شروع ہوئی۔ مسلمانوں نے جس محویت سے نماز ادا کی، قاصد نہایت حیرت واستعجاب کی نگاہ سے دیکھتا رہا یہاں تک کہ جب نماز ہو چکی تو کچھ سوالات کئے اور پھر مسلمان ہو گیا۔

سوال: سفیر کے طور پر کون گیا اور باہان اور سفیر کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خالدؓ بطور سفیر بھیجے گئے۔ باہَان نے ان سے کہا تم یہاں سے چلے جاؤ تو انعام کے طور پر سپہ سالار کو دس ہزار دینار اور افسروں کو ہزار ہزار اور عام سپاہیوں کو سو سو دینار دلا دیے جائیں گے۔ حضرت خالدؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کی توحید بیان کی اور فرمایا ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم ان عقائد کو تمام دنیا کے سامنے پیش کریں جس نے ان کو مانا وہ مسلمان ہے اور ہمارا بھائی ہے جس نے نہ مانا لیکن جزیہ دینا قبول کرتا ہے اسکے ہم حامی اور محافظ ہیں جس کو دونوں سے انکار ہے اس کیلئے تلوار ہے۔

سوال: اسلامی فوج کمیت و کیفیت کے لحاظ سے کیسی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مسلمان فوج کی تعداد تیس پینتیس ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ ان میں سے ایک ہزار صحابہ تھے۔ ایک سو بدری صحابہ تھے۔ عرب کے مشہور قبائل میں سے دس ہزار سے زیادہ صرف اَزْد قبیلے کے لوگ تھے۔ حِمْیَر، ہَمْدَان، خَوْلَان، لَخْم، جُذَام وغیرہ کے مشہور بہادر تھے۔ عورتیں بھی اس میں شریک تھیں اور نہایت بہادری سے لڑیں۔

سوال: مسلمانوں نے اس جنگ میں رومیوں کو کیسے شکست دی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رومیوں کا دو لاکھ کا ٹڈی دل لشکر ایک ساتھ بڑھا۔ حملہ اس زور کا تھا کہ مسلمانوں کا مَیْمَنہ ٹوٹ کر فوج سے الگ ہو گیا اور نہایت بے ترتیبی سے پیچھے ہٹا۔ ہزیمت یافتہ ہٹتے ہٹتے عورتوں کے خیمہ گاہ تک پہنچ گئے۔ عورتوں نے بھی بڑی دلیری سے مقابلہ کیا۔ مُعاذ بن جَبلؓ جو مَیمنہ کے ایک حصہ کے سپہ سالار تھے، اور ان کا بیٹا، دونوں فوج میں گھس گئے اور دلیری سے جنگ کی۔ حَجَّاج جو قبیلہ زبیدہ کے سردار تھے، پانچ سو آدمی لے کر بڑھے اور عیسائیوں کو جو مسلمانوں کا تعاقب کرتے چلے آتے تھے روک لیا۔ مَیْمَنہ میں قبیلہ اَزْد شروع حملہ سے ثابت قدم رہا۔ عَمرو بن طفیل جو قبیلہ کے سردار تھے بڑی بے جگری سے لڑے اور نو بڑے بڑے بہادر ان کے ہاتھ سے مارے گئے اور آخر خود بھی وہ شہید ہوئے۔ حضرت خالدؓ نے اپنی فوج کو پیچھے لگا رکھا تھا۔ عکرمہ اور انکے ساتھیوں نے قلب لشکر میں گھس کر رومیوں کے ہزاروں آدمی برباد کر دیے اور خود بھی شہید ہو گئے۔ افسروں میں سے قُبَاثْ بن اَشْیَم، سعید بن زید، یزید بن ابی سفیان، عمرو بن عاص، شُرَحْبِیل بن حسنہ دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ اَبُوالْاَعْوَر، سعید بن زید، یزید بن ابوسفیان معاویہ کے بھائی بڑی ثابت قدمی سے لڑ رہے تھے۔ قیس بن ھُبَیرہ نے اس طرح ٹوٹ کر حملہ کیا کہ رومی سرداروں نے بہت سنبھالا مگر فوج سنبھل نہ سکی۔ تمام صفیں ابتر ہو گئیں اور گھبرا کر پیچھے ہٹیں۔ ساتھ ہی سعید بن زید نے قلب سے نکل کر حملہ کیا۔ رومی دور تک ہٹتے چلے گئے یہاں تک کہ میدان کے سرے پر جو نالہ تھا اس کے کنارے تک آ گئے۔ تھوڑی دیر میں ان کی لاشوں نے وہ نالہ بھر دیا اور میدان خالی ہو گیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس اہم ترین جنگ میں عظیم الشان فتح سے ہمکنار کیا۔ ......☆......☆......

اطاعت میں ہی برکت ہے اور اطاعت میں ہی کامیابی ہے

ہمیشہ یاد رکھو کہ تمہارا مطمح نظر، تمہارا مقصد حیات صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا ہونا چاہئے اور یہی کہ جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اور اسکے نظام کے جو احکامات وقواعد اور فیصلے ہیں ان کی پابندی کرنی ہے اور اس بارے میں اپنی اطاعت میں بالکل فرق نہیں آنے دینا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 27؍اگست 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور ایدہ اللہ نے کس موضوع پر خطبہ ارشاد فرمایا؟

جواب: حضور انور نے نظام جماعت کی برکت اور اس سے وابستہ رہنے کی اہمیت وفضیلت پر خطبہ ارشاد فرمایا۔

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے سورۃ النساء آیت نمبر 60 کی تلاوت فرمائی۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○ ترجمہ:: اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکّام کی بھی، اور اگر تم کسی معاملے میں اُولُوالْاَمْر سے اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو۔ اگر فی الحقیقت تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر طریقہ ہے اور اپنے انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

سوال: حضور انور نے اطاعت کی اہمیت کو کن الفاظ میں واضح فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: کسی بھی قوم یا جماعت کی ترقی کا معیار اور ترقی کی رفتار اس قوم یا جماعت کے معیار اطاعت پر ہوتی ہے۔ جب بھی اطاعت میں کمی آئے گی ترقی کی رفتار میں کمی آئے گی اور الٰہی جماعتوں کی نہ صرف ترقی کی رفتار میں کمی آتی ہے بلکہ روحانیت کے معیار کے حصول میں بھی کمی آتی ہے۔

سوال: ملکی قوانین کی پابندی کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دنیاوی لحاظ سے بھی جو حاکم ہے اس کی دنیاوی معاملات میں اطاعت ضروری ہے۔ کسی بھی حکومت نے اپنے معاملات چلانے کیلئے جو ملکی قانون بنائے ہوئے ہیں ان کی پابندی ضروری ہے۔

سوال: جماعت کی برکات سے ہم کب فیض پانے والے ہونگے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: احمدی کا فرض بنتا ہے کہ وہ اطاعت کے اعلیٰ معیار قائم کریں تبھی وہ جماعت کی برکات سے فیضیاب ہو سکتے ہیں اور اس کیلئے جیسا کہ میں نے کہا قربانیاں بھی کرنی پڑتی ہیں اور صبر بھی دکھانا پڑتا ہے۔ کسی کے ایمان کے اعلیٰ معیار کا تو تبھی پتہ چلتا ہے جب اس پر کوئی امتحان کا وقت آئے اور وہ صبر دکھاتے ہوئے اور قربانی کرتے ہوئے اس میں سے گزر جائے۔ اسکی انا اسکے راستے میں روک نہ بنے۔ اسکا مالی نقصان اسکے راستے میں روک نہ بنے۔ اسکی اولاد اسکے اطاعت کے جذبے کو کم کرنے والی نہ ہو۔ جب یہ معیار حاصل کر لوگے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ انفرادی طور پر تمہارے ایمانوں میں ترقی ہوگی اور جماعتی طور پر بھی مضبوط ہوتے چلے جاؤ گے۔

سوال جماعتی فیصلوں کو نہ ماننے کا کیا نقصان ہوتا ہے؟

جواب حضورانور نے فرمایا: بعض لوگ ذاتی جھگڑوں میں نظام جماعت کے فیصلوں کا پاس نہیں کرتے یا ان فیصلوں پر عملدرآمد کے طریقوں سے اختلاف کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہیں اور اپنا نقصان کر رہے ہوتے ہیں۔

سوال کسی جماعت کی طاقت اور رُعب کا راز کیا ہوتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡہَبَ رِیۡحُکُمۡ وَاصۡبِرُوۡا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ یعنی اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو یقینا اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہمیں بتا دیا کہ یاد رکھو تمہارے ایک ہونے کیلئے، تمہیں اکٹھے باندھ کر رکھنے کیلئے بنیادی چیز اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت ہے۔ اس لئے اس پر قائم رہو، آپس میں نہ جھگڑو۔ پس جو لوگ جماعت میں شامل رہیں گے، جماعت کے نظام کی اطاعت کریں گے ان کا بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چمٹے رہنے کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ رعب قائم رہے گا۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اطاعت میں ہی برکت ہے اور اطاعت میں ہی کامیابی ہے۔

سوال صحابہ نے کس بات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس شرط پر کی کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی، خوشی میں بھی اور رنج میں بھی اور ہم اُوۡلُوا الۡاَمۡرِ سے نہیں جھگڑیں گے۔ اور جہاں کہیں بھی ہم ہوں گے حق پر قائم رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

سوال اطاعت کی اہمیت پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کون سی حدیث بیان فرمائی؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

سوال اگر کوئی اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے تو وہ کیا کرے؟

جواب حضورانور نے فرمایا: ہمیشہ یاد رکھو کہ تمہارا مطمح نظر، تمہارا مقصد حیات صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا ہونا چاہئے اور یہی کہ جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اور اسکے نظام کے جو احکامات و قواعد اور فیصلے ہیں ان کی پابندی کرنی ہے اور اس بارے میں اپنی اطاعت میں بالکل فرق نہیں آنے دینا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے وہ صبر کرے کیونکہ جو نظام سے بالشت بھر جدا ہوا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

سوال صحیح معنوں میں کوئی صبر والا کب کہلائیگا؟

جواب حضورانور نے فرمایا: بعض لوگ، لوگوں میں بیٹھ کر کہہ دیتے ہیں کہ نظام نے یہ فیصلہ کیا فلاں کے حق میں اور میرے خلاف۔ لیکن میں نے صبر کیا لیکن فیصلہ بہرحال غلط تھا۔ میں نے مان تو لیا لیکن فیصلہ غلط تھا۔ تو اس طرح لوگوں میں بیٹھ کر گھما پھرا کر یہ باتیں کرنا بھی صبر نہیں ہے۔ صبر یہ ہے کہ خاموش ہو جاتے اور اپنی فریاد اللہ تعالیٰ کے آگے کرتے۔

سوال حقیقی اطاعت کا کب پتا لگتا ہے؟

جواب حضورانور نے فرمایا: لوگ منہ سے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اطاعت گزار ہیں، سلسلے کا ہر حکم سر آنکھوں پر لیکن جب موقع آئے، جب اپنی ذات کے حقوق چھوڑنے پڑیں، تب پتہ لگتا ہے کہ اطاعت ہے یا نہیں ہے۔ یہ نہ ہو کہ پوری اطاعت نہ کر کے کوئی دروازہ کھلا رکھو اور دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ اس لئے کامل وفا کے ساتھ اطاعت گزار بندے بنے رہو اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگنی چاہئے اس کا فضل ہو تو انسان ان باتوں سے بچ سکتا ہے۔

سوال اگر حاکم ظالم ہو تو ایک احمدی کو، حقیقی مومن کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر حاکم ظالم ہو تو اس کو برا نہ کہتے پھرو بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو خدا اس کو بدل دی گا یا اسی کو نیک کر دیگا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بدعملیوں کے سبب آتی ہے ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے۔ مومن کیلئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔

سوال حضور انور نے جماعت کیساتھ رہنے کی برکت پر کون سی حدیث بیان فرمائی؟

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو ضلالت اور گمراہی پر جمع نہیں کریگا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ مَنۡ شَذَّ شُذَّ اِلَی النَّارِ جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا۔ حضورانور نے فرمایا: ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ برکت ہمیشہ نظام جماعت کی اطاعت اور اسکے ساتھ وابستہ رہنے میں ہی ہے۔

سوال اگر خدانخواستہ کسی کے خلاف غلط فیصلہ ہو جاتا ہے تو اس کو حضور انور کی کیا نصیحت ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر کبھی کسی کے خلاف غلط فیصلہ ہو جاتا ہے، تو صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے، بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔ ہر ایک کی اپنی سمجھ ہے۔ قضاء نے اگر کوئی فیصلہ کیا ہے اور ایک فریق کے مطابق وہ صحیح نہیں ہے پھر بھی اس پر عمل درآمد کروانا چاہئے اور دعا کریں کہ قاضیوں کو اللہ تعالیٰ صحیح فیصلے کی توفیق دے۔ قاضیوں کو بھی غلطی لگ سکتی ہے لیکن ہر حالت میں اطاعت مقدم ہے۔ ......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

ہوں کہ خدا کے سوا اور بھی چند خدا ہیں جو سچے ہیں مگر زمین و آسمان پھر بھی اب تک موجود ہیں۔ پس ایسے بہادر حافظ صاحب سے سب کچھ اُمید ہے لیکن ایک ایماندار کے بدن پر لرزہ شروع ہو جاتا ہے جب کوئی یہ بات زبان پر لاوے کہ فلاں بات جو قرآن میں ہے وہ خلاف واقعہ ہے یا فلاں دلیل قرآن کی باطل ہے بلکہ جس امر میں قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر زد پڑتی ہو ایمان دار کا کام نہیں کہ اس پلید پہلو کو اختیار کرے اور حافظ صاحب کی نوبت اس درجہ تک محض اسلئے پہنچ گئی کہ انہوں نے اپنے چند قدیم رفیقوں کی رفاقت کی وجہ سے میرے منجانب اللہ ہونے کے دعویٰ کا انکار مناسب سمجھا اور چونکہ دروغ گو کو خدا تعالیٰ اِسی جہان میں ملزم اور شرمسار کر دیتا ہے اس لئے حافظ صاحب بھی اور منکروں کی طرح خدا کے الزام کے نیچے آ گئے۔

یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور جبھی ٹھہر سکتا ہے جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جائے

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ قرآن شریف میں ایک شمشیر برہنہ کی طرح یہ حکم فرماتا ہے کہ یہ نبی اگر میرے پر جھوٹ بولتا اور کسی بات میں افترا کرتا تو میں اس کی رگِ جان کاٹ دیتا اور اس مدت دراز تک وہ زندہ نہ رہ سکتا۔ تو اب جب ہم اپنے اس مسیح موعود کو اس پیمانہ سے ناپتے ہیں تو براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ منجانب اللہ ہونے اور مکالماتِ الٰہیہ کا قریباً تیس برس سے ہے اور اکیس برس سے براہین احمدیہ شائع ہے۔ پھر اگر اس مدت تک اس مسیح کا ہلاکت سے امن میں رہنا اس کے صادق ہونے پر دلیل نہیں ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیئس برس تک موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں ہے کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ ایک جھوٹے مدعی رسالت کو تیس برس تک مہلت دی اور وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا کے وعدہ کا کچھ خیال نہ کیا تو اسی طرح نعوذ باللہ یہ بھی قریب قیاس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی باوجود کاذب ہونے کے مہلت دے دی ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کاذب ہونا محال ہے۔ پس جو مستلزم محال ہو وہ بھی محال۔ اور ظاہر ہے کہ یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور جبھی ٹھہر سکتا ہے جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جائے کہ خدا اس مفتری کو جو خلقت کے گمراہ کرنے کے لئے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہو کبھی مہلت نہیں دیتا کیونکہ اس طرح پر اُسکی بادشاہت میں گڑبڑ پڑ جاتا ہے اور صادق اور کاذب میں تمیز اُٹھ جاتی ہے۔ غرض جب میرے دعویٰ کی تائید میں یہ دلیل پیش کی گئی تو حافظ صاحب نے اِس دلیل سے سخت انکار کر کے اِس بات پر زور دیا کہ کاذب کا تیئیس برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رہنا جائز ہے اور کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسے کاذبوں کی میں نظیر پیش کروں گا جو رسالت کا جھوٹا دعویٰ کر کے تیئیس برس تک یا اس سے زیادہ رہے ہوں مگر اب تک کوئی نظیر پیش نہیں کی

آج تک کسی نے یہ اعتقاد ظاہر نہیں کیا کہ کوئی مفتری علی اللہ 23 برس تک زندہ رہ سکتا ہے

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

جن لوگوں کو اسلام کی کتابوں پر نظر ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ آج تک علماء امت میں سے کسی نے یہ اعتقاد ظاہر نہیں کیا کہ کوئی مفتری علی اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تیئیس برس تک زندہ رہ سکتا ہے بلکہ یہ تو صریح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ اور کمال بے ادبی ہے اور خدا تعالیٰ کی پیش کردہ دلیل سے استخفاف ہے۔ ہاں اُن کا یہ حق تھا کہ مجھ سے اس کا ثبوت مانگتے کہ میرے دعویٰ مامور من اللہ ہونے کی مدت تیئیس برس یا اس سے زیادہ اب تک ہو چکی ہے یا نہیں۔ مگر حافظ صاحب نے مجھ سے یہ ثبوت نہیں مانگا کیونکہ حافظ صاحب بلکہ تمام علماءِ اسلام اور ہندو اور عیسائی اس بات کو جانتے ہیں کہ براہین احمدیہ جس میں یہ دعویٰ ہے اور جس میں بہت سے مکالمات الٰہیہ درج ہیں اس کے شائع ہونے پر اکیس برس گذر چکے ہیں اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریباً تیس برس سے یہ دعویٰ مکالماتِ الٰہیہ شائع کیا گیا ہے......لہٰذا حافظ صاحب کی یہ مجال تو نہ ہوئی کہ اس امر کا انکار کریں جو اکیس سال سے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکا ہے ناچار قرآن شریف کی دلیل پر حملہ کر دیا کہ مثل مشہور ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا۔

قرآنی دلیل کبھی ٹوٹ نہیں سکتی، یہ خدا کی پیش کردہ دلیل ہے حافظ صاحب کی کیا حقیقت اور سرمایہ ہے کہ اِس دلیل کو توڑ سکیں

سو ہم اس اشتہار میں حافظ محمد یوسف صاحب سے وہ نظیر طلب کرتے ہیں جسکے پیش کرنیکا انہوں نے اپنی دستخطی تحریر میں وعدہ کیا ہے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ قرآنی دلیل کبھی ٹوٹ نہیں سکتی۔ یہ خدا کی پیش کردہ دلیل ہے نہ کسی انسان کی۔ کئی کم بخت بدقسمت دُنیا میں آئے اور انہوں نے قرآن کی اس دلیل کو توڑنا چاہا مگر آخر آپ ہی دنیا سے رخصت ہو گئے مگر یہ دلیل ٹوٹ نہ سکی۔ حافظ صاحب علم سے بے بہرہ ہیں اُن کو خبر نہیں کہ ہزارہا نامی علماء اور اولیاء ہمیشہ اسی دلیل کو کفار کے سامنے پیش کرتے رہے اور کسی عیسائی یا یہودی کو طاقت نہ ہوئی کہ کسی ایسے شخص کا نشان دے جس نے افترا کے طور پر مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے زندگی کے تیئیس برس پورے کئے ہوں پھر حافظ صاحب کی کیا حقیقت اور سرمایہ ہے کہ اِس دلیل کو توڑ سکیں۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ رُوحانی خزائن جلد 17 صفحہ 38 تا 44)

اس تعلق میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اَور گرانقدر ارشادات اور آپؑ کی طرف سے پیش کردہ انعامی چیلنج کے پُرشوکت الفاظ ہم آئندہ شمارہ میں پیش کرینگے۔ (منصور احمد مسرور) ......☆......☆......

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)

ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر

KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB
MOBILE
REPAIR SERVICES

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 6-13 - January - 2022 Issue. 1-2

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

وفا اور اخلاص میں ترقی اور جوش ایمان کا غیر معمولی معیار آج بھی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے افراد میں نظر آتا ہے

اخلاص و وفا میں ترقی نومبائعین میں بھی اس حد تک ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ تھوڑے عرصہ میں انہوں نے اس قدر ترقی کر لی ہے

آج دنیا جب مادیت میں ڈوبی ہوئی ہے یہ لوگ مالی قربانیاں کر کے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں

پس کون ہے جو آج اس جماعت کے بارے میں یہ کہہ سکے کہ یہ کمزور ہو رہی ہے یہ تو قائم ہی پھلنے پھولنے کیلئے ہوئی ہے اور دشمنوں کا کوئی وار اسکا بال بیکا نہیں کر سکتا

وقف جدید کے 64ویں سال کے اختتام اور 65ویں سال کے آغاز کا بابرکت اعلان

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7؍جنوری 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لئے خرچ کرتے ہیں ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو۔ اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ مؤمنوں کی خرچ کرنے کی حالت کا نقشہ کھینچ رہا ہے کہ یہ لوگ اس لئے خرچ کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں اور دوسرے اپنی قوم اور اپنے مشن کو مضبوط کریں۔ اس زمانے میں اسلام کی تعلیم اور تبلیغ کو پھیلانے کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سپرد ہوا ہے اور آپ کے ماننے والوں کا بھی یہ فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے کے لئے جان مال اور وقت قربان کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کا حال جانتا ہے ہماری نیتوں کو جانتا ہے اس لئے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کسی نے بڑی قربانی کی ہے یا تھوڑی بلکہ اللہ تعالیٰ تو نیتوں کے مطابق اجر دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ آج ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے گیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کس طرح ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس دو درہم تھے اس نے اس میں سے ایک درہم کی قربانی کر دی اور ایک شخص کے پاس بیشمار دولت اور جائیداد تھی اس نے اس میں سے ایک لاکھ درہم کی قربانی دی۔ اس کی ایک لاکھ درہم کی قربانی اس کی دولت کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ پس اللہ تعالیٰ تو نیتوں کو پھل لگاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تو زیادہ تر آپ کے ماننے والے غریب لوگ تھے لیکن قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی تعریف میں فرمایا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔ بعض اوقات جماعت کا اخلاص محبت اور جوش ایمان دیکھ کر خود ہمیں بھی تعجب اور حیرت ہوتی ہے اور یہاں تک کہ دشمن بھی تعجب میں ہیں۔

پس وفا اور اخلاص میں ترقی اور جوش ایمان کا غیر معمولی معیار ایسا ہے جس کے عملی اظہار آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کے افراد میں ہمیں نظر آتے ہیں یہ اخلاص و وفا میں ترقی نومبائعین میں بھی اس حد تک ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس تھوڑے عرصہ میں انہوں نے اس قدر ترقی کر لی ہے۔ آج دنیا جب مادیت میں ڈوبی ہوئی ہے یہ لوگ مالی قربانیاں کر کے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے کیونکہ انہیں یہ ادراک حاصل ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ہے۔ پس کون ہے جو آج اس جماعت کے بارے میں یہ کہہ سکے کہ یہ کمزور ہو رہی ہے یہ جماعت تو قائم ہی پھلنے پھولنے اور بڑھنے کیلئے ہوئی ہے اور دشمنوں کا کوئی وار بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پھل پھول رہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مالی قربانی کا ذکر ہو رہا ہے تو اس حوالے سے میں چند واقعات بھی پیش کرتا ہوں کہ کس طرح لوگ قربانی کر کے اپنے ایمان اور یقین کا اظہار کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کے ایمانوں کو کس طرح ثبات بخشتا ہے۔ چنانچہ حضور انور نے سیرالیون، چاڈ، ٹوگو، بیلیز، جمیکا، گنی کناکری، گیمبیا، جرمنی، یو۔کے، مالی، پولینڈ، تنزانیہ، آئیوری کوسٹ، کونگو کنساشا، کیمرون، گھانا سے افراد جماعت کی مالی قربانی کے مختلف ایمان افروز واقعات پیش کئے۔

حضور انور نے انڈیا کی ایک جماعت یادگیر صوبہ کرناٹک اور کرولائی صوبہ کیرالہ سے مالی قربانی کا واقعہ پیش کرتے ہوئے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ کے فوری نوازنے کی ایک اور مثال انڈیا کی ہے، انسپکٹر صاحب کہتے ہیں کہ وقف جدید کے مالی سال کے اختتام پر جماعت یادگیر پہنچا۔ انسپکٹر صاحب ایک خادم کے پاس گئے اور ان سے چندہ وقف جدید ادا کرنے کی بات کی تو انہوں نے کہا کہ اس وقت میری جیب میں صرف پندرہ سو روپئے ہیں جو کسی کو دینے کیلئے رکھے ہیں اور بہت ضروری ہیں دینے۔ آپ نے چندہ وقف جدید کا مطالبہ کر دیا ہے اب میں سوچ رہا ہوں کہ میں کیا کروں۔ اگر میں آپ کو چندہ ادا کرتا ہوں تو اس شخص کو کیسے ادا کروں گا اور ابھی فوری طور پر روپے کا مزید انتظام نہیں ہو سکے گا۔ کہتے ہیں لیکن بہرحال انہوں نے کہا کہ کوئی بات نہیں اپنا چندہ میں دیتا ہوں اور پندرہ سو روپے ادا کر دیئے اور چلے گئے۔ کہتے ہیں دوسرے دن میں سیکرٹری وقف جدید کے ہمراہ ان کی دوکان پر ملاقات کے لئے گیا تو موصوف نے اپنی جیبوں سے پیسے نکال کے باہر رکھے تو پیسوں کا ڈھیر لگ گیا۔ کہتے ہیں کل جب میں چندہ ادا کر کے گھر پہنچا ہوں تو مجھے بعض ایسی جگہوں سے روپیہ آ گیا جو پہلے رکا ہوا تھا لوگوں نے دینے تھے میرے۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے برکت عطا فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا: ایک صاحب ہیں کرولائی کے انہوں نے دس لاکھ روپیہ چندہ دیا انکی بیوی عیسائیت سے احمدیت میں آئی ہیں اور دعاؤں اور نمازوں میں بڑی دلچسپی لیتی ہیں بڑی مخلص ہیں۔ موصی بھی ہیں بلکہ دونوں میاں بیوی موصی ہیں۔ کہتے ہیں ہم ان کے گھر گئے تو ان کی اہلیہ نے پانچ لاکھ روپے کا چیک کاٹ کے دے دیا ان کو انسپکٹر نے کہا کہ آپ کے میاں پہلے ہی دس لاکھ دے چکے ہیں تو دوبارہ آپ بھی دے رہی ہیں تو جواب تھا اس خاتون کا کہ ہمیں جو نعمتیں بھی ملی ہیں وہ چندوں کی برکتوں سے ملی ہیں اس لئے دل چاہتا ہے کہ بار بار چندہ دیتے رہیں۔ اسی کی برکت سے ہماری تجارت میں ترقی مل رہی ہے اس لئے ہم چندوں سے کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: اشاعت اسلام کی بات ہے، اخراجات کی بات ہوئی ہے تو یہاں یہ بھی بتا دوں کہ گذشتہ سال اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک سو ستاسی (187) مساجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اسکے علاوہ ایک سو پانچ (105) مساجد زیر تعمیر ہیں افریقہ میں۔ اسی طرح ایک سو چوالیس مشن ہاؤس قائم ہوئے جن کی اکثریت افریقہ میں ہے اور پینتالیس مشن ہاؤس زیر تعمیر بھی ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں فوری طور پر ہم مشن ہاؤس بنا نہیں سکتے وہاں کرائے پر عمارتیں لی جاتی ہیں۔ افریقہ کے ممالک میں سات سو اکتیس مشن ہاوسز اور مربی ہاؤس کرائے پر لئے ہیں۔ ایشین ممالک میں بھی چھ سو بتیس مشن ہاؤسز کرائے پر ہیں۔ تو بہرحال یہ بتا دوں کہ عموماً وقف جدید کے چندے کا اکثر حصہ افریقہ کے ممالک پر خرچ کیا جاتا ہے۔ مسجد کی تعمیر وغیرہ کی بات ہوئی ہے تو یہ کام بھی اتنی آسانی سے نہیں ہو جاتا مخالفین کی مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے ہر جگہ، لیکن اللہ تعالیٰ کی خاطر یہ سب کام جماعت کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا جماعت کی ترقی کا وعدہ بھی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی خاص مدد بھی شامل حال رہتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اب میں حسب روایت گذشتہ سال یعنی 2021ء کی وقف جدید کی مختصر رپورٹ پیش کروں گا اور اس سال جنوری میں نیا سال بھی شروع ہو گیا 2022ء کا تو گذشتہ سال کی رپورٹ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جو گذشتہ سال تھا یہ چونسٹھواں سال تھا اس میں جماعت کی وقف جدید کی قربانی جو ہے ایک کروڑ بارہ لاکھ ستتر ہزار پاؤنڈ یا تقریباً 11.2 ملین ہے اور گذشتہ سال سے یہ قربانی سات لاکھ بیالیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے دنیا کے حالات کو اگر دیکھیں تو اللہ کا بڑا فضل ہے۔ پوزیشن کے لحاظ سے برطانیہ کا نمبر ایک ہے، پھر جرمنی ہے اور اللہ کے فضل سے برطانیہ نے کافی اچھی قربانی کی ہے اس سال اور بہت فرق ہے جرمنی اور برطانیہ کا۔ پھر نمبر تین پہ کینیڈا ہے، پھر امریکہ ہے، پھر بھارت ہے، پھر آسٹریلیا ہے، انڈونیشیا ہے، مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے، گھانا ہے اور بلجیم ہے۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے نمبر ایک پر امریکہ ہے، پھر سوئٹزرلینڈ ہے، پھر برطانیہ ہے۔

افریقہ میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے نمایاں جماعتیں جو ہیں نمبر ایک گھانا ہے، پھر ماریشس ہے، پھر نائیجیریا ہے، پھر برکینا فاسو ہے، پھر تنزانیہ ہے، پھر سیرالیون ہے، پھر لائبیریا ہے، پھر گیمبیا، پھر یوگنڈا، آخر میں نمبر دس پہ بینن۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے شاملین کی تعداد بھی چودہ لاکھ پینتالیس ہزار ہے۔

بھارت کے پہلے دس صوبے جو ہیں کیرالہ، جموں کشمیر، تامل ناڈو، تلنگانہ، کرناٹکا، اڈیشہ، پنجاب، ویسٹ بنگال، دہلی، مہاراشٹرا۔

دس جماعتیں وصولی کے لحاظ سے حیدر آباد نمبر ایک، پھر قادیان، پھر کرولائی، پھر پتھہ پریم، کوئمبٹور، بنگلور، کولکاتہ، کالیکٹ، رشی نگر، میلا پالم۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad